عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۹ تا ۲۵/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق یکم تا ۷/ فروری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۷

قیمت ۷ روپے

قادیانیوں کا کردار تاریخ کے آئینہ میں

غریب مُلّاً کا قصور؟
موجودہ حالات میں علماء کرام کی ذمہ داری

تعلق مع اللہ کا حصول

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ایک یادگار تقریر

فضیلتِ قربانی

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

کیا مرحوم کی قربانی کیلئے اپنی قربانی ضروری ہے:

س:...... میں نے سنا ہے کہ اگر اپنے کسی مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہیں تو پہلے اپنے نام سے قربانی کریں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک سال تو میں نے اپنے نام سے قربانی کر دی دوسرے سال کسی عزیز کے نام سے قربانی کر سکتا ہوں یا جب بھی اپنے مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہوں تو ساتھ مجھے اپنے نام سے بھی قربانی کرنی پڑے گی۔ اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو؟

ج:...... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو اپنی طرف سے کرنا تو ضروری ہے۔ بعد میں گنجائش ہو تو مرحوم کی طرف سے بھی کر دیں' اور اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو مرحوم کی طرف سے کر سکتے ہیں' اپنی طرف سے خواہ نہ کریں۔

مرحوم والدین اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے قربانی دینا:

س:...... جس صاحب حیثیت شخص پر قربانی فرض ہے' وہ اپنی طرف سے قربانی کے ساتھ اپنی بیوی' مرحوم والدین' نبی اکرم ﷺ' ام المومنینؓ' اپنے مرحوم دادا' دادی کی طرف سے بھی قربانی کرے تو کیا جائز ہے؟ اور کیا ثواب ان کو پہنچ جائے گا؟

ج:...... گنجائش ہو تو اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرور قربانی کی جائے' بہت ہی مبارک عمل ہے' ان سب کو اس کا ثواب انشاء اللہ پہنچے گا۔

اگر کفایت کر کے جانور خرید سکتے ہیں تو قربانی ضرور کریں:

س:...... ہمارے والد صاحب ملازم ہیں اور تنخواہ ملتی ہے وہ مہینے کے مہینے کھا پی لیتے ہیں' لیکن تنخواہ اتنی ہے کہ اگر کفایت سے خرچ کی جائے تو قربانی کا جانور خرید سکتے ہیں بتایئے والد صاحب پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

ج:...... اس صورت میں قربانی واجب نہیں' البتہ اگر گھر میں اتنی نقدی ہو جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے' یا کفایت شعاری کر کے اتنی رقم جمع کر لیں جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے' اور اگر کفایت شعاری کر کے قربانی کی رقم بچائی جا سکتی ہے تو قربانی کرنا بہتر ہے' واجب نہیں۔

فوت شدہ آدمی کی طرف سے کس طرح قربانی دیں:

س:...... کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے فوتگی کے بعد اس کے ورثاء اس کے لئے قربانی دینا چاہتے ہیں' قربانی دینے کا کیا طریقہ ہوگا؟ گوشت کی تقسیم کا طریقہ اور قربانی کی حد کیا ہے؟

ج:...... وفات یافتہ حضرات کی طرف سے جتنی قربانیاں جی چاہے کر سکتے ہیں گوشت کی تقسیم کا کوئی الگ طریقہ نہیں' بس فوت شدہ آدمی کی طرف سے قربانی کی نیت کر لینا کافی ہے۔

مرحوم والدین کی طرف سے قربانی دینا:

س:...... کیا قربانی فوت شدہ والدین کی طرف سے دی جا سکتی ہے جب کہ خود اپنی ذاتی نہ دے سکے؟

ج:...... جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کا اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے اگر گنجائش ہو تو مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے الگ قربانی دے اور اگر خود صاحب نصاب نہیں اور قربانی اس پر واجب نہیں تو اختیار ہے کہ خواہ اپنی طرف سے کرے یا والدین کی طرف سے' اگر میاں بیوی دونوں صاحب حیثیت ہوں تو دونوں کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے' اسی طرح اگر باپ بھی صاحب نصاب ہو اور اس کے بیٹے بھی برسر روزگار اور صاحب نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے' بہت سے گھروں میں یہ دستور ہے کہ قربانی کے موقع پر گھرانے کے بہت سے افراد کے صاحب نصاب ہونے کے باوجود ایک قربانی کر لیتے ہیں' کبھی شوہر کی نیت سے' کبھی بیوی کی طرف سے اور کبھی مرحومین کی طرف سے' یہ دستور غلط ہے بلکہ جتنے افراد مالک نصاب ہوں ان سب پر قربانی واجب ہوگی۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا قربانی کرنا:

س:...... اگر کوئی شخص زکوٰۃ تو ادا نہیں کرتا' لیکن قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی قبول ہوگی یا نہیں؟

ج:...... اگر خلوص سے قربانی کرے تو قربانی کا ثواب ہوگا اور زکوٰۃ نہ دینے کا وبال الگ ہوگا' اور اگر محض گوشت کھانے یا لوگوں کے طعنہ سے بچنے کے لئے قربانی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ ثواب بھی نہیں ہوگا' بلکہ مخلوق یا دکھلاوے کے لئے عمل کرنے کی وجہ سے مزید عذاب ہوگا۔

☆☆............☆☆

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوة

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ ۱۹تا۲۵/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق یکم تا ۷/فروری ۲۰۰۲ء شمارہ ۳۷

☆بیاد☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۴۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۲۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-9 کراچی، پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

غریب نوا کا قصور؟ (اداریہ) 4
توضیح و تخریج الحبیب جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
تعلق مع اللہ کا حصول (حضرت مولانا احمد علی لاہوری) 10
قادیانیوں کا کردار (ابو عبداللہ) 13
فضیلت قربانی (حضرت مولانا مسیح اللہ شاہ) 16
قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات اور مغالطے (حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری) 19
قربانی خلیل اللہ (حاجی کمال الدین صاحب) 23
آداب خورد و نوش (حبیب اللہ خان) 24
حرم پاک کی یاد (نظم) 27

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غریب مُلّا کا قصور؟

موجودہ حالات میں علمأ کرام کی ذمہ داری

۱۲/جنوری ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ ساڑھے سات بجے شام صدر جنرل پرویز مشرف نے قوم سے جو خطاب فرمایا اس کے تناظر میں ''غریب مُلّا کا قصور؟ اور موجودہ حالات میں علمأ کرام کی ذمہ داری'' کے عنوان سے تجزیہ و تجاویز پیش خدمت ہیں۔ ہمارے ملک کے بعض ناعاقبت اندیش حضرات کا خیال ہے کہ اسلامی ریاست افغانستان کو ختم کرنے کے لئے امریکہ ہزاروں میل دور سے اپنے اتحادیوں سمیت ہزاروں ٹن گولہ بارود لے کر آئے' بوڑھوں' بچوں' عورتوں اور بیماروں پر گولہ بارود کی بارش کرے تو یہ دہشت گردی نہیں بلکہ امن قائم کرنے کے لئے اس کا یہ اقدام خالصتاً تہذیب و تمدن پر مبنی اعلیٰ اخلاقی فرض تھا اور اس کے ساتھ تعاون کرنا ہمارا اخلاقی فرض تھا۔ اسی طرح اسرائیل' فلسطین کے مسلمانوں کو گولیوں سے بھون ڈالے' ان کی بستیوں کو مکینوں سمیت قیمہ بنا ڈالے تو یہ عالی ظرفی ہے' امریکہ اس کے ساتھ ہے اور ہم امریکہ کے اتحادی ہیں اور یہ ایک بہت بڑی اخلاقی ذمہ داری کا اولین تقاضہ ہے۔ اسرائیل' بھارت کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرے' پاک بھارت جنگ کی صورت میں بھارت کے ساتھ ہو کر پاکستان کے خلاف نبرد آزما ہو اور اس کے پاس موجود امریکی ہتھیاروں سے پاکستانیوں کو کچلا جائے پھر بھی امریکہ کی ہاں میں ہاں ملانا ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے' اس لئے کہ وہ ہمارا آقا و مولا ہے اور ہم پر اس کی اطاعت گزاری اخلاق کی اعلیٰ روایات کی متقاضی ہے۔ اسرائیل' جو امریکہ کے حکم کے بغیر ایک انچ آگے نہیں چل سکتا' کیا اس نے بھارت سے معاہدہ کرتے ہوئے امریکہ سے منظوری نہیں لی ہوگی؟ یقیناً لی ہوگی' لیکن بہر حال امریکہ ہمارا مربی و محسن ہے اور اس کی اطاعت ہم پر لازم ہے' اس لئے کہ آخر اخلاق بھی تو کوئی چیز ہے۔ لاکھوں مسلمانوں کے قتل ناحق میں امریکہ نے اپنے ہاتھ رنگ کر اس کے چھینٹے ہم پر پھینک دیئے اور ہم اسے آقا کا عطیہ سمجھ کر قومی اعزاز کی طرح ماتھے کا جھومر بنائے ہوئے ہیں' اس لئے کہ آخر اخلاق بھی تو کوئی چیز ہے۔ افغان جنگ میں ہماری درآمدات و برآمدات کو اربوں ڈالر کا نقصان ہوا' صرف چند ٹکے ہماری جھولی میں ڈالے گئے' کچھ کا وعدہ کیا گیا' جس کا پورا ہونا ایک سوالیہ نشان ہے؟ ہمیں قرضوں سے نجات دلانے کی بجائے مزید قرضوں کے جال میں جکڑ دیا گیا' قرضوں کے باعث پہلے ہماری کمر ٹیڑھی تھی' اب ہمیں گھٹنوں کے بل زمین پر رینگنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے' سسکتے بلکتے جسم پر جنگ کا ہوا قائم کر کے ہمیں اپنے ایجنڈے پر عملدرآمد کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس تمام کھیل میں اگر کوئی قصوروار ہے تو وہ صرف اور صرف مولوی ہے۔ اربوں' کھربوں کے غبن میں' قرضوں کو ہڑپ کر کے ملک کو کنگال بنانے والے صاحبان کی ہوس زرگری میں ایک مولوی بھی نظر نہیں آتا لیکن قصور ہر حال میں صرف اور صرف مولوی کا ہے۔ قومی اسمبلی مچھلی منڈی بن جائے' کرسیاں چلیں' اجلاس ملتوی ہو جائے' شیخ رشید صاحب قومی اسمبلی میں بے نظیر کو حسین الفاظ کے گلدستے پیش کریں' مرتضیٰ بھٹو اور بے نظیر دونوں بہن بھائی آپس میں مدمقابل ہو جائیں' بھائی' بہن کے اقتدار کے زمانہ میں قتل ہو جائے' بے نظیر' نواز شریف آپس میں مقابلہ پر اتر آئیں' میاں اظہر اور نواز شریف دو مخالف کیمپوں میں آباد ہو جائیں' نواز شریف' جنرل صاحب کا طیارہ نہ اترنے دیں' جواب آں غزل میں منتخب حکومت کو بیک بینی و دو گوش اقتدار سے فارغ کر کے پابند سلاسل کر دیا جائے' سابق فوجی افسران پر اربوں روپے کے کمیشن کھانے کے الزامات لگیں' ہماری غلط پالیسیوں سے ملک کی سرحد سینکڑوں میل مزید غیر محفوظ ہو جائے (جیسا کہ افغانستان کے ساتھ ملنے والی سرحد پر ہوا) بھارت' امریکہ کے بغل بچہ اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کر کے ہماری گردن ناپنے کے لئے سرحد پر شعلہ فگن اور خیمہ زن ہو جائے' اس تمام ''کرماتی طلسم'' میں ایک مولوی نظر نہ آئے لیکن پھر بھی قصور مولوی کا ہے' کیوں؟ اس لئے کہ مولوی چودہ سو سال سے دین کو گلے لگائے ہوئے ہے' مسجدیں بناتا اور آباد کرتا ہے' مدارس قائم کرتا ہے' قرآن و سنت کی تعلیم دیتا ہے' اپنی عزت نفس قربان کر کے بھیک مانگ کر دین کی نشر و اشاعت کرتا ہے' کوشش یہ ہے کہ کسی طرح مولوی کے چولہے میں پانی ڈال کر اسے ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا جائے۔ افغانستان میں جس نے مثالی امن قائم کیا' چوری' ڈاکہ' زنا' شراب خوری' کتاپروری' خنزیر خوری' سود و فحاشی کو ختم کیا' اس سے بڑھ کر اس مُلّا کا اور قصور کیا ہو سکتا ہے؟ اسے دیدہ عبرت بنا دو۔ صلیب پرستوں کے اس نعرہ مستانہ پر تھر کنا بہت ضروری ہے' زبان و بیان کو اس مُلّا کے خلاف استعمال کرنا بہت بڑی قومی خدمت ہے' میڈیا کے ذریعے اس کی کردار کشی فرض عین ہے' آخر یہ مُلّا کیوں زندہ ہے؟ یہ زندہ درگور کیوں نہیں ہوا؟ یہ امریکہ' صلیب پرست' قادیانی' اسرائیل' بھارت کا مشترکہ درد ہے' اس وقت ان کے ایجنڈا کو پاکستان میں کیسے نافذ کیا جائے' یہ ہے اصل سوال؟

ان حالات میں علماء کرام' دینی جماعتوں کے سربراہوں' مساجد کے خطباء' مدارس کے مہتمم حضرات کے لئے ضروری ہے کہ تمام تر اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس طرح جمع ہو جائیں' جس طرح دیوبندی' بریلوی' اور حنفی' اہلحدیث تحریک قیام پاکستان' تحریک نظام مصطفیٰ' تحریکات تحفظ ختم نبوت اور ملی یکجہتی کونسل میں جمع ہوئے تھے' تبلیغ دین' اشاعت اسلام اور دین کے احیاء و نفاذ کے لئے جدوجہد کی خاطر رائے عامہ کو منظم کریں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو ایک طالع آزمانے نہ صرف یہ کہ قادیانیت نوازی میں اندھے ہو کر تشدد کی راہ پر ڈالا تھا بلکہ پاکستان میں پہلے مارشل لاء کی لعنت کو بھی مسلط کیا تھا' قادیانیوں' قادیانی نوازلابیوں نے جگہ جگہ خود تشدد کر کے اس تحریک کو بدنام کیا تھا' آپ کے اکابر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ' حافظ کفایت حسین' مولانا داؤد غزنوی' مولانا ابوالحسنات قادری نے ان نامساعد حالات میں تحریک کے بعد اپنے طرز عمل سے عوامی رائے عامہ کو ہموار کیا' اپنی مظلومیت اور قادیانی مظالم کو قوم کے سامنے رکھا اور پھر وہ وقت آیا کہ ان کے ورثاء نے اس تحریک کو ۱۹۷۴ء میں تشدد سے بچا کر کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اب بھی اسی انداز کو اختیار کیا جائے۔ ملک عزیز میں تمام منبر و محراب اور دینی جلسوں میں خالصتاً دینی و اسلامی نقطۂ نظر سے اسلام کی تبلیغ کی جائے اور اس نظام کی خیر و برکت سے مسلمانان پاکستان کی رہنمائی کی جائے۔

اس وقت امریکہ' اسرائیل' بھارت' یہودی' قادیانی مل کر آپ کے خلاف نہ صرف منفی پروپیگنڈہ کر رہے ہیں بلکہ آپ کے گھر کو آپ پر اپنوں کے ہاتھوں تنگ کر کے آپ کو مشتعل کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کو تشدد کی راہ پر ڈال دیا جائے اور پھر افغانستان کی اسلامی ریاست کی طرح آپ کو بھی قصہ پارینہ بنا دیا جائے۔ اس چال کو سمجھیں اور تشدد اور تحریک کے راستے پر گامزن ہونے کے بجائے ہوشمندی سے اور اپنے کردار کے ذریعہ دین کو زندہ رکھیں۔ اس وقت تحریک کی بات کرنا دشمن کے تیار کردہ پلان کو عملی جامہ پہنانے کے مترادف ہے۔ آج سے کئی سال قبل جب ایران' عراق تصادم ہوا' اس وقت امریکہ اور اس کے حواری ایران کے خلاف تھے' پاکستان میں ایران کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو کم کرنے کے لئے شیعہ سنی مسئلہ کو نئے سرے سے اٹھایا گیا' دونوں طرف کے افراد کو اشتعال دلا کر ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا گیا' شیعہ سنی مسئلہ پیدا کر کے دونوں فریقوں کا نقصان کرایا گیا' اور اب ان دونوں فریقوں پر دہشت گردی و انتہا پسندی کے نام پر قدغن لگائی جا رہی ہے۔ دونوں فریقوں کے بعض افراد کی تشدد پسندانہ روش نے نہ صرف ان دونوں کو بلکہ پاکستان کی دینی قیادت کو بدنام کیا۔ افغانستان کے عوام' روس کے خلاف نبرد آزما ہوں تو امریکہ کے نزدیک مجاہدین اسلام' اور اگر اب امریکہ کی بات نہ مانیں بلکہ خود مختاری سے اسلام پر چلیں تو دہشت گرد اور قابل گردن زدنی' اب بھی ہم دشمن کی چال کو نہ سمجھیں تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔ جہاد کے نام پر اگر دنیا کا کوئی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک میں جائے تو دوسرے ملک کی کرنسی' رہنمائی کے لئے رہبر' بارڈر کراسنگ اور نقشہ و معلومات کے بغیر اس کا وہاں جانا ناممکن ہے۔ کوئی کسی کو کہیں بھیجے اور پھر جب مشکل وقت آئے تو اسے نہ صرف یہ کہ تنہا چھوڑ دے بلکہ اس کے خلاف کارروائی میں شریک ہو جائے' اسلام و جہاد کے نام پر اگر کوئی اس قسم کی کارروائی کا خدانہ کرے حصہ بنا ہو گا تو آخرت کی جواب دہی کو ابھی سے سامنے رکھے۔ کلاشنکوف کلچر کس شخصیت کے زمانہ اقتدار میں متعارف ہوا یہ راز نہیں بلکہ تاریخ کا ایک حصہ ہے' اس بہتی گنگا میں بعض وہ حضرات بھی شریک ہوئے جن کی پرورش دیندار گھرانوں میں ہوئی تھی لیکن وہ خود بدقسمتی سے دنیا کے پجاری تھے۔ ان کے آگے پیچھے سرکاری و پرائیویٹ باڈی گارڈ' کلاشنکوفوں کا سایہ' ہوٹروں کا شور' نعرہ بازی' اور نہ معلوم کیا کیا ہوتا تھا۔ کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لے کر مولانا مفتی محمودؒ تک اس روش کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس وقت صرف مقتدر طبقہ کو کوسنے کے بجائے کچھ اپنے سابقہ طرز پر بھی غور فرمایا جائے۔ جہاد کے نام پر ہر دینی جلسہ میں کمانڈو ایکشن یا سر عرفات کی طرح رومال باندھنے کا انداز' پورے چہرے کو چھپا کر صرف آنکھیں کھلی رکھ کر ایکشن کرنا' خاص قسم کی فوجی جیکٹ کا استعمال' فرمایئے حضرت شیخ الہندؒ سے لے کر مولانا محمد یوسف بنوریؒ تک کس کا یہ انداز تھا؟ اب وقت کو کوسنے کی بہ نسبت اپنے انداز پر توجہ فرمانا انتہائی ضروری ہے۔ تقریروں میں نت نئے اسٹائل متعارف کرانا' اپنے لئے وزیراعظم' وزیر اعظم اور کل کا حکمران کے نعرے لگوانا' امیر المومنین کے خطابات سیٹنا' خدا لگتی کہئے کیا یہ خود فریبی نہیں تھی؟ اب دوسروں پر غصہ نکالنے سے پہلے اپنا احتساب کرنا ضروری ہے۔ ہر مسلک کی ایک ہی مقصد کے لئے کئی کئی تنظیموں کا وجود اور پھر ان میں آپس کی تھوکا فضیحتی' فرمایئے؟ یہ انداز زندہ رہنے کے ہیں یا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے؟ آپ کے دشمن نے بڑی حکمت عملی سے آپ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے آپ کو ملزموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا ہے' وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرے گا بلکہ آپ کی گردن ناپنا اس کے ایجنڈا کی ترجیحی شق ہے' براہ کرم واپس آ جایئے' سنت ابوذرؓ کے وارث ہونے کا حق ادا فرمایئے پھر آپ کا دشمن امریکہ ہی نہیں آپ کا ازلی دشمن ابلیس بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ دنیا آپ کے سایہ امن میں راحت پانے کی سعادت کے حصول کے لئے ہاتھ باندھے آپ کے دروازہ پر کھڑی ہو گی۔ آپ ٹھہرے مجاہد اسلام اور راقم السطور ایک بزدل' لیکن: ''شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات''۔

توضیح وتشریح المُجِیبُ جل جلالہ

دعا مانگنا دین اور دنیا دونوں کی فلاح کیلئے مشروع ہے' قرآن اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی ترغیب' فضیلت اور تاکید کی گئی ہے۔ دعا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے اس لئے کہ وہ المجیب ﷻ ہے' دعا کے ساتھ تدبیر' توکل اور رزق حلال کا استعمال بھی ضروری ہے۔ انتہائی عاجزی' خضوع وخشوع اور کامل یکسوئی اور وثوق قلب کے ساتھ سب کی دارین کی فوز و فلاح کیلئے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ دعا سے پہلے اور بعد رسول آخر ﷺ پر درود پڑھنا اجر وثواب اور قبولیت دعا کا باعث ہوگا۔

مولانا محمد اشرف کھوکھر

اللہ تعالیٰ کی ذات محیط و بسیط اور بے کیف ہے' اس کا وجود تعینات ومحسوسات سے ماوراء ہے' اس کا سننا' دیکھنا اور کلام فرمانا' جملہ اوصاف وکمالات بالاتر ہیں' اس کا کلام ظاہری' لحن وآواز کا پابند نہیں۔ دنیا میں صرف مثالی واسطوں کے ذریعہ اس کے کلام کا ادراک ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: "کسی بشر کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے' مگر بذریعہ وحی یا کسی پردہ کی آڑ سے۔"

المجیب (ﷻ) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مجیب الدعوات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے' ہماری ظاہری بصارت (آنکھ) کو ایسی طاقت وقوت حاصل نہیں کہ وہ اللہ کی ذات کا مشاہدہ کر سکے۔ خدا کی ذات کی پوشیدگی ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ وہ تو بالکل ظاہر اور کمال درجہ کی نورانیت کے ساتھ ہر طرف جلوہ فگن ہے' کائنات کی تمام چیزیں اسی کے سبب ظاہر اور موجود ہیں۔ ظہور کا اصل سبب تنہا اسی کی ذات ہے۔

جس طرح ہماری آنکھوں کو کسی چیز کے دیکھنے کے لئے بیرونی محرک روشنی کی ضرورت ہے' اسی طرح ہماری عقل کو باطنی روشنی کی ضرورت ہے' محدود طاقت رکھنے والی بینائیاں صرف اسی چیز کا ادراک کر سکتی ہیں جو محدود ہو' جس میں کمی بیشی ہوتی ہو' جس کے ظہور کے ساتھ کبھی فنا بھی ہو' جس کی کوئی ضد ہو' جس کے سامنے آ کر وہ نمایاں ہو سکے لیکن ذات مطلق محدود نہیں' اس کا نور شدید اور لازوال ہے۔

سورج کی روشنی کا ادراک ہمیں اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے سامنے سے کبھی ہٹ بھی جاتی ہے' اسی طرح آواز کی تیزی اگر حد درجہ بڑھ جائے تو اس کا ادراک بھی ہو سکے گا۔

ہمارے حواس خمسہ اور ادراک کسی واسطے کے بغیر حقیقت کے حسن وکمال کا مشاہدہ کرنے سے قاصر ہیں۔ ہماری قوت سماعت بھی محدود ہے جیسا کہ اوپر تذکرہ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ مجیب الدعوات ہے' اللہ تعالیٰ ہماری دعا ومناجات کا سننے والا ہے' اس لئے کہ وہ ہماری شہ رگ (رگ زندگی) سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو ذات ہماری زندگی وحیات سے بھی زیادہ قریب ہے' وہ ہماری ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کا بھی مکمل طور پر علم رکھنے والی ہے اور وہی ہماری دعاؤں اور مناجات کا جواب دینے والی ذات ہے۔ اللہ المجیب (ﷻ) ہے جو ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے' یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنے محدود ادراک کے سبب المجیب (ﷻ) کے جواب کو سن نہیں پاتے۔

ایک ننھا منا بچہ اپنی محدود سوچ وفکر کے سبب ہر قسم کی حاجت روائی کا ذریعہ اپنی مشفق ماں کو سمجھتا ہے اور وہ اضطراب کے وقت دوڑ کر اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے۔ اسلام میں رب کے رتبہ اور مقام کے سامنے ماں کے رتبہ اور مقام کی کوئی حیثیت ہی نہیں یعنی رب کا مرتبہ ہر چیز سے بلند وبالاتر ہے' اس لئے کہ والدین کا اولاد سے تعلق جسمانی ہوتا ہے مگر رب کا تعلق اپنے بندہ سے اس وقت سے ہوتا ہے کہ جب کہ اللہ نے اس کی روح اور اس کی جسمانی پیدائش کا فیصلہ فرمایا پھر پیدائش سے موت تک اور اس کے بعد سے ابدی اور سرمدی تعلق بندہ کا اپنے رب سے ہوتا ہے' یہی وجہ ہے کہ مومن بندہ اپنی ہر حاجت اپنے اس مجیب رب ہی کے سامنے بیان کرتا ہے' اپنے دل ودماغ سے' اپنے اعضاء وجوارح سے اپنی ہر حاجت' مشکل' اپنے اضطرار واضطراب کو اپنے رب کے سامنے پیش کرتا ہے' اس لئے کہ اس کا غیر متزلزل ایمان ویقین ہے کہ اس کی جملہ حاجات کو پورا کرنے والا' مشکل کشا' مصائب وآلام' دکھ درد اور تکالیف کا دفع کرنے والا وہی المجیب (ﷻ) ہے اور وہ ایسا رحیم وکریم رب ہے کہ خود اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور وہ پکارنے والے کو جواب دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ:

ترجمہ: "دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

ترجمہ: "مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

ترجمہ: ”مجھ ہی سے دعا مانگو اور مجھ ہی پر ایمان لاؤ۔“

معلوم ہوا وہی المجیب ﷻ ہے جو مجیب الدعوات ہے اور ہر مضطر و مضطرب کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

تمام انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے سب کچھ مانگا' ہر نیکی اور بھلائی المجیب ﷻ ہی سے مانگی اس لئے کہ توحید کی دعوت ان کی بعثت کا مقصود تھا۔

ابوالبشر حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے اسی المجیب ﷻ ہی کو پکارا اور کہا کہ:

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہم گھاٹا (خسارہ) پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو سکھائی اور پھر اس دعا کو قبول بھی فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبۃ اللہ کے بعد دعا مانگی کہ:

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ان میں رسول بھیج جو ان میں سے ہو' جو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر ان کو سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔“

المجیب ﷻ نے آپ علیہ السلام کی دعا سنی اور قبول کی۔ آپؑ کی اولاد میں سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پشت میں بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے جبکہ آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے آخری نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔

اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اپنے پدرانہ جذبات و احساسات اور شفقت کے باعث اپنے غم و اندوہ اور اپنے اضطراب قلبی کو اسی المجیب ﷻ کے سامنے تضرع و عاجزی سے پیش کیا اور کہا کہ:

ترجمہ: ”میں اپنے غم و اندوہ کو صرف اللہ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔“

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اسی المجیب ﷻ ہی کو پکارا تو حق تعالیٰ شانہ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی۔

غرضیکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کو المجیب ﷻ نے شرف قبولیت بخشا۔

دعا جب چاہیں' جس وقت چاہیں المجیب ﷻ سے مانگ سکتے ہیں لیکن تضرع و عاجزی سے بارگاہ المجیب ﷻ میں اپنی مشکلات و حاجات' مصائب و آلام اور درد و الم کو دل کی گہرائیوں سے بیان کرنا اور انتہائی عاجزی اور درماندگی سے فریاد کرنا قبولیت دعا کے لئے مفید ہے۔

دین اسلام چونکہ مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن وسنت تمام بنی نوع انسان کے لئے تا قیام قیامت مشعل راہ ہے اور زندگی کے تمام مسائل کا حل قرآن وسنت میں موجود ہے' اس لئے ہر لمحہ ہر آن اپنے رب کریم کے ساتھ تعلق استوار رکھنے کے لئے' قرآن مجید میں بہت سی دعائیں موجود ہیں اور احادیث مبارکہ میں بھی بے شمار دعائیں سکھلائی گئی ہیں۔

نماز ایک بہترین دعا ہے' فرشتوں کی عبادات کی تمام اشکال اس میں موجود ہیں' نیت نماز' تسمیہ' تعوذ' تکبیر تحریمہ' ثناء' تعوذ و تسمیہ' قیام' رکوع' سجدہ' جلسہ' تشہد' درود شریف' دعائیں اور آخر میں پھر سلام' یہ سب کچھ المجیب ﷻ کے سامنے اپنے عجز و انکساری ہی کی تو مختلف کیفیات ہیں۔ روزمرہ کی زندگی میں مسنون دعاؤں کے ساتھ ایک مومن بندہ چوبیس گھنٹے کی زندگی بطریق احسن گزار سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہمی انس و محبت اور ہمدردی کا کتنا عمدہ اور بہترین طریقہ دیا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو سب سے پہلے ”السلام علیکم“ کے دعائیہ جملے کہتے ہیں جن میں دونوں کے لئے المجیب ﷻ سے تحفظ و سلامتی کی دعا ہے۔

دعائیہ جملوں کے ساتھ ”ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کا اضافہ زیادہ ثواب کا باعث ہوگا۔ اسی طرح کھانے' پینے سے قبل اور بعد کی دعائیں' مہمان ہونے کی صورت میں دعائیں' حصول علم کی دعائیں' علم میں اضافہ کی مسنون دعائیں' دکھ' درد اور تکالیف سے شفایابی' نجات و خلاصی کی دعائیں' شیاطین سے حفاظت و پناہ مانگنے کی دعائیں' کفار و مشرکین پر فتح و نصرت کی دعائیں' اعدائے اسلام کی جارحیت اور اسلامی ممالک کی حفاظت اور دفاع کی دعائیں' تمام امت مسلمہ کی بھلائی' بہتری اور ترقی کی دعائیں' ساری کی ساری انسانیت کی ہدایت کی دعائیں (سب کی سب دعائیں' بخوف طوالت نقل کرنے سے قاصر ہوں) ساری کی ساری دعائیں المجیب ﷻ سے غیر متزلزل اور مستحکم ایمان و یقین اور پختہ تعلق اور وابستگی ہی کے لئے تو ہیں' ایک مومن کی نشست و برخاست' چال' ڈھال' ہر طور طریقہ' کھانے' پینے' معیشت و معاشرت غرضیکہ ہر عمل میں دعاؤں کا پڑھنا اور المجیب ﷻ کی جانب سے قبولیت دعا کا استحضار ہونا ایمان میں ترقی کا باعث ہوتا ہے۔

ایک بندہ مومن گفتار و کردار میں اپنے رب کریم' المجیب ﷻ کے سامنے عجز و انکساری پیش کرتا ہے' ہر وقت کاسہ سر اور قلب حزیں کی زنبیل لے کر چلتا ہے' دکھ درد' مصائب و آلام اور اضطرار و اضطراب کا مرہم المجیب ﷻ کے سامنے اپنے خضوع و خشوع اور تضرع و عاجزی کو سمجھتا ہے' اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو پریشان اور گرفتار مصائب و آلام دیکھ کر اپنے قلب حزیں کے ساتھ رب کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے' اپنے حزن و ملال اور درماندگی کو

المجیب ﷻ کے سامنے پیش کرتا ہے اس لئے کہ اس کو پختہ یقین ہے کہ المجیب ﷻ اس کی ہر دعا اور ہر پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ وہی قطرہ موتی بنتا ہے جو تلاطم خیز موجوں میں سطح آب پر آنے والی سیپ کے منہ میں جاتا ہے اسی طرح اگر انسان انتہائی ندامت صدق دل کامل یکسوئی اور خضوع و خشوع تضرع و عاجزی سے المجیب ﷻ کے آگے دست سوال دراز کرتا ہے اور یقین کے ساتھ بھیک مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ

''یا مجیب الدعوات! میرے حال پر رحم و کرم فرما'' المجیب ﷻ اس کی دعا کو درجہ قبولیت بخشتا ہے۔

بہت سی دعائیں اسی وقت قبول ہو جاتی ہیں بعض اوقات دعاؤں کے فوری قبول نہ ہونے پر ہم پریشان ہو جاتے ہیں ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ شب و روز مانگی جانے والی دعاؤں کا اثر ضرور ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض دعائیں فوری طور پر قبول ہوتی ہیں المجیب ﷻ ان کو جلد قبول کر لیتا ہے ہماری پکار کو سن کر فوری اس کا رد عمل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ان کی برکت سے کوئی بلا رک جاتی ہے اور بعض دعائیں آخرت کے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہیں اور جن کا اجر و ثواب آخرت میں ہمیں ملے گا (انشاء اللہ)۔ المجیب ﷻ سب کی دعائیں سنتا ہے اور اپنی حکمت کے مطابق ہر ایک کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

ذیل میں ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مسافر متمدن دنیا سے دور لق و دق صحراء میں سفر کرتے ہوئے پیاس محسوس کرتا ہے کڑکتی اور چلچلاتی دھوپ کی شدت سے پیاس میں اور شدت آتی جاتی ہے مسافر اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے اپنی دائیں جانب دیکھتا ہے تو تا حد نظر پانی ملنے کے آثار نہیں بائیں جانب دیکھتا ہے تو پانی کے آثار مفقود ہیں آگے دیکھتا ہے تو بہت دور ایک سایہ دار درخت دکھائی دیتا ہے اور اس سے پہلے پانی کا ایک تالاب نظر آتا ہے مسافر کی ہمت بندھتی ہے اور وہ اس جانب رواں دواں ہوتا ہے چلتے چلتے یہ صحرا نورد دو ڈھائی کلومیٹر کا کٹھن سفر طے کر کے جب درخت کے قریب پہنچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی نام کی کوئی چیز وہاں نہیں یہ تو سراب کی وجہ سے ''بصری دھوکہ'' تھا۔ پیاس سے نڈھال زاد راہ ایک طرف پھینک کر پیاسا مسافر درخت کی چھاؤں میں تھوڑی دیر سستاتا ہے قریب آبادی کے آثار نہیں منزل دور ہے کٹھن اور دشوار سفر درپیش ہے پیاس سے زبان خشک ہو چکی ہے صحرا میں رات ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہے تفکرات کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ مسافر کو چین نہیں لینے دیتا کچھ دیر بعد وہ سفر کا دوبارہ آغاز کرتا ہے لیکن موت سامنے نظر آ رہی ہے چلتے چلتے شدت پیاس سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے رب رحیم و کریم اور المجیب ﷻ کی طرف متوجہ ہوتا ہے دونوں کانپتے ہاتھ اٹھاتا ہے اور اپنی خشک زبان سے سوال کرتا ہے:

''یا رب العالمین! تو جانتا ہے میں شدت پیاس سے قریب المرگ ہوں تو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے تو جانتا ہے کہ میرا سفر طویل ہے یا رب الرحیم! میرے حال پر رحم و کرم فرما میری پیاس بجھانے کا بندوبست فرما دے یا رب العالمین! میری پیاسی دھرتی کو اپنی رحمت سے سیراب کر دے۔''

دعا دل سے مانگی اللہ رب العزت نے قبول فرمائی:

دعا جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

شمال مغرب سے بادل کی چند ٹکڑیاں نظر آئیں مسافر نے زاد سفر اٹھایا اور منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے بادل آسمان پر چھا گیا مسافر کی ہمت بندھی ہر ہر قدم پر اپنے رب کے سامنے اظہار عاجزی کر رہا ہے اگرچہ زبان پیاس کی شدت سے خشک ہو چکی ہے لیکن ذکر اللہ سے تر ہے سفر طے ہوتا گیا ادھر اللہ رب العزت کے حکم سے میکائیل نے بادل سے کہہ دیا کہ اب اتار برس اتار برس کہ جل تھل ایک کر دے لیکن اللہ کے بندے کو نقصان بھی نہ پہنچے۔ سو اس بارش سے وہ بندۂ خدا بھی فیضیاب ہوا اور اس کی پیاس بھی بجھی اور پیاسی سوکھی زمین بھی سیراب ہو کر انسان و حیوان کے لئے نفع کا سبب بن گئی۔

اللہ رب العزت بڑے رحیم و کریم اور جواد ہیں جو اپنی مخلوق پر ماں سے زیادہ شفیق ہیں اللہ رب العزت نے شفقت کا ایک حصہ ساری مخلوق میں تقسیم کیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ایک ماں اپنے بچے کے لئے سب کچھ لٹا دیتی ہے اور اس کی ممتا اسے اولاد کے لئے خواب راحت اور دنیاوی عیش و عشرت سے روک دیتی ہے بچے کی ہر آواز پر مستعد رہتی ہے یہ سب کچھ صرف اس ایک ذرا سے حصے کی وجہ سے ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں تقسیم کیا ہے اندازہ کیجئے کہ خالق و مالک رحیم و کریم اور مجیب ذات جس نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں وہ مخلوق پر کتنی رحیم ہو گی؟ اگر اس کریم داتا اس مجیب مالک کو المجیب ﷻ کو سچے دل سے پکارا جائے تو وہ کیوں نہ لبیک کہے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔'' (المومن ۶۰)

ترجمہ: ''اور بیشک اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔''

اللہ رب العزت ایسے کریم ہیں جن کے خزانے کبھی ختم نہ ہوں گے جن کے احسانات کی بارش مخلوق پر ہر وقت برستی رہتی ہے جو ہر مانگنے والے کے سوال پر ''لبیک یا عبدی'' فرماتے ہیں اس کی دعا قبول کرتے ہیں اور وہ عالم الغیب ذات جو ہماری بہتری و بھلائی کو ہم

سے زیادہ سمجھتی ہے وہ ہمیں وہ چیز عطا کرتی ہے جو ہمارے لئے بہتر ہو۔اس لئے کہ ہمارا علم مختصر اور ادراک ناتمام ہے' بالکل اسی طرح جس طرح صحرا کا مسافر دھوپ کی تمازت سے صحرا میں پانی کا تالاب دیکھتا ہے حالانکہ یہ اس کا بصری دھوکہ تھا' سراب تھا' مسافر نے اپنے رب کے سامنے اظہار ندامت کیا' صدق دل' کامل یکسوئی' خضوع وخشوع' تضرع و عاجزی سے دست سوال دراز کیا' یقین کے ساتھ بھیک مانگی کہ:

"یارب العالمین! میں مسکین ہوں' فقیر اور عاجز ہوں' یارب العالمین! میرے حال پر رحم وکرم فرما۔"

ادھر ندامت کا بادل چھایا ادھر آسمان پر بادل چھایا' ادھر آنسوؤں کی رم جھم اور ادھر ہلکی ہلکی پھوار' جس کے بعد آہستہ آہستہ موسلادھار بارش برسنا شروع ہوئی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم!

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دعا عبادت کا مغز ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

"مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔"

جس طرح کسی سے ہمکلام ہوتے ہوئے ہماری زبان سے نکلے ہوئے ہر حرف' ہر لفظ اور جملے کا سامع پر اثر ہوتا ہے' کسی کی بدکلامی پر سامع کو غصہ آنا ایک جبلی اور فطری بات ہے' اسی طرح ہماری زبان سے ادا کئے ہوئے ہر اچھے اور بہتر جملے سے سامع متاثر ہوتا ہے اور کتنی ہی اچھی بات ہے۔

دو مسلمانوں کی ملاقات کا آغاز سلام اور دعائیہ جملوں سے ہو اور ملاقات کا اختتام بھی دعا سے ہو' یہ تمام برکات ہمارے دین کی عمدہ تعلیمات کی وجہ سے ہیں ورنہ یورپی معاشرت اور دیگر غیر مسلم معاشروں میں انتہائی لچر اور بے فائدہ جملے ملاقات واختتام ملاقات کے وقت کہے جاتے ہیں بھلا وہ بات ہی کیا جس میں ذکر خدا نہ ہو۔

"ما درو جہاں غیر خدا یار نہ داریم"

آیئے بارگاہ المجیب ﷻ میں دست سوال دراز کریں:

یا مجیب الدعوات! میں گناہگار ہوں' سیہ کار ہوں' میرا دامن نیکیوں سے خالی ہے' میں اپنے گناہوں و معصیت سے نادم ہوں' اک قلب حزیں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں' میری حیات کی کل پونجی چند آنسوؤں ہیں اور بجز نام خدا کچھ نہیں ہے' میں تیرے در کا فقیر ہوں' درد جگر اور کاسہ سر لئے پھرتا ہوں' اے عادل ومجیب رب! میں اپنے غم واندوہ' اضطرار واضطراب کے ازالہ کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں' احساس معصیت سے پشیمان ہوں۔

یا مجیب الدعوات! مجھے علم وعرفان کی دولت دے دے' میرے جسم وجاں کا رواں رواں تیرے ذکر میں شام وسحر رطب اللسان ہو جائے' میرے سجدوں کو شرف قبولیت بخش دے' ہر غیر کو میرے دل سے معدوم کر دے۔

یا مجیب الدعوات! نہ تن دیکھوں نہ جاں دیکھوں' تجھی کو عیاں اور نہاں دیکھوں۔

یا مجیب الدعوات! ہمارے لئے برکت دے ہماری قوت سماعت و بصارت اور بصیرت میں' ہماری بیویوں' ہماری اولاد میں' ہماری توبہ قبول فرما لے۔

یا مجیب الدعوات! چہار سو الحاد کی تاریکی پھیلی جاتی ہے' تیری حسین دھرتی پر ظالم نے ظلم روا رکھا ہوا ہے' مظلوم کی آہ وفغاں تو ہی سننے والا ہے' تیرے امیر مال مست ہیں' تیرے فقیر حال مست ہیں' یہ بے نوا وبے آسرا تجھ ہی سے اپنی درماندگی کی فریاد کرتا ہے۔

یا مجیب الدعوات! مظلوموں کی آہ وفغاں سن لے!! یا مجیب الدعوات! تجھے انبیاء علیہم السلام واتقیاء اور اولیاء کے نیک اعمال کا واسطہ' دولت صدق ویقین دے دے' مجھے وہ بال و پر دے کہ تیری دھرتی پر ہر مظلوم کے آنسو پونچھنے والا اور درد کا مداوا کرنے والا ہو جاؤں۔

اے نگاہوں کو شرم وحیا' فضاؤں کو مہک' ہواؤں کو دل افروزی' بہاروں کو شمیم جاں فزا بخشنے والے رب! اے کلیوں کو مسکراہٹ' غنچوں کو رنگینی' گل خنداں کو جمال دلربا' کہساروں کو رونق' شب کو نور قمر' زمانے کو گردش صبح و مسا عطا فرمانے والے رب! ہمیں اپنی محبت وعظمت سے آشنا کر دے۔

یا مجیب الدعوات! ہمارے ایمان ویقین میں پختگی دے دے' یا مجیب الدعوات! ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما۔ یا مجیب الدعوات! ہمارے گھروں میں' ہمارے شہروں میں' ہمارے ملک میں خیر وبرکت نازل فرما' ہمارے عزیز و اقارب' ہمارے دوستوں اور احباب کو نیکی اور بھلائی کی توفیق عطا فرما' ہم سب کو اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت ومحبت اور بروز حشر آپ کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ یا مجیب الدعوات! ہمیں کسی محتاج کا محتاج نہ بنا' ہمارے پیارے ملک (پاکستان) کو اندرونی اور بیرونی خلفشار سے محفوظ فرما' ملک وملت کی حفاظت فرما' وحدت امت کو قائم فرما۔

یا مجیب الدعوت! ہماری اولادوں' ہماری نسلوں کو دیندار بنا اور دین ودنیا کی فوز وفلاح سے ہمکنار فرما۔

یا مجیب الدعوات! ہمارے آباؤ اجداد جو اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں ان کی مغفرت فرما' ہم سب کو حج مبرور' زیارت روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند فرما' اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرما (آمین)

تعلق مع اللہ کا حصول

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی یادگار تقریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلم علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد: عرض یہ ہے کہ انسان جو کام بھی کرتا ہے' اس میں اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے اور یہ مقصد اس کے دل میں مستور ہوتا ہے' یہ قاعدہ کلیہ ہے' حتیٰ کہ ایک بچہ بھی جو گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور بول بھی نہیں سکتا وہ جب کسی رنگ دار چیز کو دیکھتا ہے' تو اس کی طرف دوڑتا ہے اس کے دل میں بھی کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے' وہ مقصد پہلے سوچتا ہے اور پھر نقل و حرکت شروع کرتا ہے' ہم جو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جمع ہوتے ہیں' ہمارا بھی کوئی مقصد ہے' ہمارا مقصد یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو تو موت کے وقت کا علم ہے' لیکن انسان کو اس کا پتہ نہیں ہوتا' بعض اوقات حادثات بھی ہو جاتے ہیں' مثلاً انسان ایک تندرست اور اچھا خاصہ بنا کنا ہے' موٹر اور تانگہ کی ٹکر ہوئی۔ یہ زخمی ہو گیا' ہسپتال میں جاتے ہی دم توڑ دیتا ہے' بعض کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے' اس لئے انسان کو چاہئے کہ ہر وقت موت کے لئے تیار ہے' اور مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلے تاکہ موت آنے پر دست حسرت نہ ملنا پڑے' اصلاح یافتہ وہ ہے' جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو' اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے سب کو راضی کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ماں کو راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ایک شخص ماں کو تو راضی کرنا چاہے مگر بھائی بہنوں کو ستائے' ماں اس سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتی' ماں کو راضی رکھنے کے لئے بھائی بہنوں اور ماں کے دوسرے رشتہ داروں کو راضی کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا ظہور' بری' بحری اور ہوا میں اڑنے والی مخلوق سب میں ہے' بایں ہمہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ایک خشخاش کے دانہ برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔ جس طرح سورج سارے جہان کو روشن کرتا ہے' کیا اس کے بعد وہ بے نور ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح بحر و بر میں ظہور پذیر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت میں فرق نہیں ہوتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے' لیکن اس کو راضی کرنے کے لئے اس کی مخلوق کو راضی کرنا ضروری ہے۔ اصلاح یافتہ وہ ہے' جس کا تعلق خالق اور مخلوق دونوں سے درست ہو' ایک شخص اعلیٰ درجہ کا توحید پرست ہے' پکا روزہ دار ہے ساری عمر اس نے ایک روزہ بھی قضا نہیں کیا' پکا نمازی ہے بلکہ تہجد گزار ہے' پائی پائی حساب کرکے زکوٰۃ دیتا ہے' ہر سال حج کرتا ہے' اگر اس کا تعلق بالمخلوق درست نہیں تو سب سے پہلے وہ دوزخ میں جائے گا' یہ چیزیں بعد میں کام آئیں گی' جس طرح جرم ثابت ہونے کے بعد عدالت کو اختیار نہیں کہ وہ ملزم کو بری کردے' البتہ بادشاہ کو اختیار ہوتا ہے کہ سزایاب ہونے کے بعد جب چاہے ملزم کو رہا کردے' اسی طرح ہم تو قانون کے ترجمان ہیں' اور قانون یہی ہے جس کا تعلق بالمخلوق درست نہیں' وہ پہلے دوزخ میں جائے گا۔ اس کے بعد نماز' روزہ وغیرہ اعمال کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو فرعون کو بھی جنت میں بھیج سکتے ہیں اور اس پر کسی کو اعتراض کرنے کی مجال نہیں ہے' کیونکہ اللہ جل شانہ مالک مطلق ہیں' اس کے کسی فعل پر کسی شخص کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے' اس کے برعکس اگر تعلق بالمخلوق درست ہے لیکن تعلق بالخالق درست نہیں' تو یہ شخص بھی مارا جائے گا' کامل مکمل یا اصلاح یافتہ وہ انسان ہے' جس کا تعلق باللہ بھی درست ہو اور تعلق بالمخلوق بھی درست ہو۔

مسلمانوں کی اکثریت:

ایسی ہے' جن کا نہ خالق سے تعلق درست

ہے نہ مخلوق سے' خالق سے شیطان تعلق درست نہیں رہنے دیتا' وہ بے ایمان ہمیں گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا ہے' اسی کا کام ہی یہ ہے کہ غلط راستہ پر لے جائے:

ترجمہ: ''تیری عزت کی قسم میں
ان سب کو گمراہ کردوں گا' مگر ان میں جو
تیرے خالص بندے ہوں گے۔''

(سورۂ ص رکوع ۵ پ ۲۳)

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ انانیت اور نفسانیت تعلق بالمخلوق درست نہیں رہنے دیتی۔

خوف خدا کا غلبہ:

میں تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ تربیت کرانے کے بعد ایک درجہ ایسا آتا ہے کہ انسان کی طبیعت میں خوف خدا کا غلبہ ہوجاتا ہے' اس وقت وہ اپنی ہستی بھی بھول جاتا ہے' پھر اس سے خالق اور مخلوق دونوں راضی ہوجاتے ہیں' کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا''

اللہ والے ہستی فنا کردیتے ہیں:

انسان کی ''میں' نہیں مرتی' جب تک کسی اللہ والے سے تربیت نہ کرائے' مجھے اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ والے ہستی فنا کردیتے ہیں۔ عقیدت' ادب اور اطاعت سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ طالب صادق کی نظر میں کامل اس کا محبوب بن جاتا ہے' یہ قاعدہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی ہر ادا پر فدا ہوتا ہے۔ کامل کا اٹھنا' بیٹھنا' وضع' قطع' گفتار وغیرہ سب طالب صادق کا حال بن جاتی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ:

''اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں کی سمجھ عطا فرمائے۔'' (آمین یا الٰہ العلمین)

نفس کو تابع مرضیٔ الٰہی بنانے کی تعلیم قرآن مجید دیتا ہے۔ اس کا عملی نمونہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے دروازہ کے غلام قیامت تک رہیں گے' جو تابع مرضیٔ الٰہی ہوں گے' یہی اصلاح یافتہ ہیں' جن کی صحبت میں دوسروں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

جب انسان کی اصلاح حال ہوجاتی ہے' تو یہ ستانے والے سے نہیں لڑتا بلکہ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کہ میرے کس گناہ کی مجھے یہ سزا ملی ہے' پھر ستانے والے پر ناراض ہونے کی بجائے اپنی اصلاح کرے گا۔ عوام کو جو تکلیف آتی ہے وہ کسی گناہ کی شامت ہی ہوتی ہے۔ فارسی میں اسی کو کسی نے یوں بیان کیا ہے:

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

میں اپنا واقعہ عرض کرتا ہوں:

جب میں دہلی میں رہتا تھا۔ اس وقت میرا بڑا لڑکا مولوی حبیب اللہ جو اس وقت مدینہ منورہ میں رہتا ہے چھوٹا سا تھا' اس لئے سودا میں ہی لایا کرتا تھا' ایک دن میرے دل میں ایک خیال فاسد آیا۔ جب میں گھر میں بیٹھا تھا' اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس خیال کو رد کردیا تھوڑی دیر بعد مولوی حبیب اللہ کی والدہ نے مجھ سے کہا کہ بازار سے سودا لا دیجئے' جس دکان سے میں نے سودا لینا تھا وہاں بھیڑ تھی' اس لئے میں ایک طرف کھڑا ہوگیا' تھوڑی دیر بعد ایک کتا آیا' اس نے میری بائیں پنڈلی پر چک (کاٹا) مارا۔ اس کے دانت میری پنڈلی پر نہ لگے۔ میں نے مڑ کر دیکھا' تو وہ مجھے چھوڑ کر دور جا بیٹھا اور بھی لوگ کھڑے تھے' میں سوچنے لگا کہ اس نے مجھے ہی کیوں چنا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت سمجھایا کہ یہ اس خیال فاسد کی تصویر ہے جو گھر میں آیا تھا چونکہ میں نے اس خیال کو رد کردیا تھا' اس لئے کتے نے مجھے کاٹا نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے:

ترجمہ: ''جس وقت یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا اے ابا جان! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں۔'' (سورۂ یوسف رکوع ۱ پ ۱۲)

سالہا سال بعد اس کی تاویل سامنے آتی ہے۔ تو یوسفؑ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''میرے اس پہلے خواب کی یہ تعبیر ہے۔'' (سورۂ یوسف رکوع ۱۱ پ ۱۳)

خواب ذہنی تھا' اور اس کی تاویل ظاہری شکل میں سامنے آئی' پہلی امتوں میں سجدہ تحیت جائز تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے حرام کردیا گیا ہے۔

اگر اللہ والوں کی صحبت مجھے نصیب نہ ہوتی تو

مجھے بھی کتے پر غصہ آتا اور میں اس کو مارتا' وہ بارگاہ الٰہی میں اور فریاد کرتا میں مجرم بنتا اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوکر مجھے کوئی سزا دیتے۔

اصلاح باطن ہوجائے تو پھر انسان خالق کو عبادت اور مخلوق کو بخدمت راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے' پھر یہ کسی سے برائی نہیں کرتا' اگر کوئی اس سے برائی کرے تو اس کو کسی اپنے گناہ کی شامت سمجھتا ہے' اور بدی کا جواب نیکی سے دیتا ہے۔

مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

اگر یہ زاویہ نگاہ ہو جائے تو پھر انسان کسی سے لڑسکتا ہے؟ نہ یہ کسی کو ستائے اور کوئی اسے ستائے تو پیچھے مڑ کر دیکھے کہ کوئی غلطی کی ہے جس کی یہ سزا ملی ہے' تب پھر اپنے نفس کی اصلاح کرے گا اور نفس یہ کہے گا الحمدللہ! اچھا ہوا تجھے دنیا میں سزا مل گئی اور پاڑ چھاڑ ہو گیا' ورنہ مرنے کے بعد شاید قبر جہنم کا گڑھا بنتی۔

اگر آپ ایسے موقع پر پیچھے مڑ کر دیکھیں گے کہ کونسا گناہ کیا ہے جس کی سزا ملی ہے' تو آہستہ آہستہ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ فلاں گناہ کی سزا ہے' یہ ہے اصلاح حال کہ انسان مرنجاں مرنج ہوجائے' نہ کسی کو ستائے اور نہ کسی کا مال ناحق کھائے' تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مرنے کے بعد اس کی قبر کو جہنم کا گڑھا بنادے؟

انبیاءؑ علیہم السلام کو شیطان کی امت ستاتی ہے:

ترجمہ: ''اور تم پر جو مصیبت آتی ہے' تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی ہے' اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

(سورۂ شوریٰ رکوع ۴ پ ۲۵)

انبیاءؑ علیہم السلام کو شیطان کی امت ستاتی ہے' حالانکہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی تکالیف کسی گناہ کی پاداش نہیں ہوتیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''و کذلک جعلنا لکل نبی
عدو الشیاطین الانس و الجن''

اس شہنشاہی اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین الانس والجن کی مخالفت جو انبیاءؑ سے ہوتی ہے' وہ ان حضرات کے کسی گناہ کی پاداش نہیں ہوتی' بلکہ بعض مصالح کی بنا پر ہوتی ہے' جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا' اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے۔'' (سورۂ نساء رکوع ۲۱ پ ۵)

شکر کا مطلب یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے دی ہے اس کو اسی میں صرف کیا جائے شکر کے مقابلہ میں ہے کفران نعمت' اگر انسان اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بھی کرے تو اللہ تعالیٰ کو کیا پڑی کہ اس کو خواہ مخواہ تکلیف دے۔

یہ باتیں' اللہ تعالیٰ کے دروازے پر ہی سنائی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے مرتے دم تک سنانے اور آپ کو سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سدا اپنے دروازہ پر لائے اور ان باتوں کو گوش ہوش سے سننے اور لوح دل پر لکھ کر لے جانے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس کے بعد انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔

نجات تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوگی' وہ نکتہ چینی پہ آجائے تو کون بچ سکتا ہے۔

حضور انور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں:

حضور انور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں:

وما ارسلنک الا رحمۃ
للعلمین (سورہ الانبیاء رکوع ۷ پ ۱۷)

ترجمہ: ''اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

آپ کی صفات کا جو بھی مظہر ہوگا وہ رحمت ہی رحمت ہوگا:

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اپنی حیثیت اور اپنی سمجھ کے مطابق اللہ تعالیٰ خالق اور مخلوق دونوں کو راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ! تو اپنے فضل سے اسے پورا فرمادے' اس طرح زندگی بسر کرنے سے انشاء اللہ یہ دنیا بہشت بن جائے گی:

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

یہ خود کسی سے ٹکرائے گا نہیں اور دوسرا کوئی ٹکرائے گا' تو یہ سمجھے گا کہ میرے ہی کسی گناہ کی شامت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے کہلواتے ہیں' اس پر مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العٰلمین)

☆☆......☆☆

قادیانیوں کا کردار تاریخ کے آئینہ میں

علمائے حق نے باطل فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنے محدود وسائل کے باوجود ہر ممکن کوششیں کیں' تحفظ ختم نبوت کا کام ہو یا تحفظ ملک وملت کا اہم کام ہمیشہ سردھڑ کی بازی لگائی اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں۔ مہلک اور سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کے بارے میں ہمیشہ نہ صرف عوام الناس کو بلکہ اصحاب اقتدار کو اس کی مہلک اور خطرناک سرگرمیوں سے آگاہ کیا لیکن یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حکمرانوں کی سردمہری نے سقوط ڈھاکہ اور اس طرح کے دیگر نقصانات سے دوچار کیا۔ (مدیر)

ابوعبداللہ' ابوظہبی

ہمارے اسلاف نے قیام پاکستان سے پہلے ہی امت مسلمہ کو آگاہ کر دیا تھا کہ جس طرح قادیانی اسلام کے' خاتم النبیین' کے اور قرآن وسنت کے وفادار نہیں اسی طرح یہ پاکستان کے اور اہل پاکستان کے بھی وفادار ہرگز نہیں ہیں' اور آج بھی ہم اپنے اسلاف کے (پیروکار) پوری کائنات کو بروقت آگاہ کر رہے ہیں اور کرتے رہا کریں گے (انشاء اللہ) کہ قادیانی مسلمانوں کے بہی خواہ نہیں۔ ان سے ہوشیار اور خبردار رہنا پوری کائنات کے مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب قادیانی ٹولہ قیام پاکستان کے وقت اس سرزمین پاک میں داخل ہوا تو پاکستان اور اہل پاکستان کو ہر موقع پر اس بدبخت ٹولہ نے ہمیشہ نقصان پہنچایا۔

ہمارے اسلاف خصوصاً امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ' فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحبؒ وغیرہم نے حکمرانوں کو بروقت اس قادیانی ٹولہ کے فتنوں سے آگاہ کیا' مگر اسلافؒ کی باتوں کو ان سنا کر دیا گیا' اور ملک وقوم کو اس ٹولے سے بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

جس کی چند مثالیں میں یہاں دوں گا ہو سکتا ہے' ہماری آنکھیں کھل جائیں اور ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مانند میدان میں آکر ملک وملت کے تحفظ اور بالخصوص اسلام اور تحفظ ختم نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اس باغی جماعت کا متحدہ پلیٹ فارم پر سیسہ پلائی دیوار بن کر مقابلہ کر سکیں' تاکہ ملک وملت ان سانپوں سے محفوظ رہ سکے۔

(۱)...... جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو پہلا وزیر خارجہ آنجہانی ظفر اللہ کو بنایا گیا' یہ ہماری اس وقت کی حکومت کی سب سے بڑی مذہبی اور سیاسی غلطی تھی کہ ایک باغیٔ ختم نبوت کو اتنا اہم عہدہ دیا گیا کہ اس نے چن کر قادیانیوں کو اہم اور کلیدی آسامیوں پر بٹھایا وہ دور ملک وملت کے لئے بدترین دور ثابت ہوا۔ اس ننگ ملت نے سفارت خانوں میں قادیانی بھیجے جہاں قادیانیوں نے اسلام اور مسلمان قوم کو ڈسنا شروع کر دیا۔

ادھر اندرون ملک قادیانی وزیر خارجہ ملک میں آباد ایک موچی سے لے کر اعلیٰ قادیانی افسر تک علم اور اپنی پوری برادری کا ریکارڈ تھا۔ جس کی مثال مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اپنی ایک تقریر میں دی۔ خان آف قلات مرحوم نے قادیانی وزیر خارجہ کو ایسے منہ توڑ جواب دیئے کہ وہ (ظفر اللہ) اپنا سا منہ لے کر رہ گیا' پہلے وزیراعظم شہید ملت خان لیاقت علی خان لیاقت باغ راولپنڈی میں ظفر اللہ کی سبکدوشی کا اعلان کرنے والے تھے مگر اعلان سے پہلے ہی قادیانی افسران کی سازش پر شہید کر دیئے گئے جس کا تذکرہ اس وقت اخباروں میں کیا گیا اور ختم نبوت کے جریدہ میں بھی مفصل طور پر اس سازش سے عوام کو روشناس کرایا گیا ہے' حتیٰ کہ لیاقت رپورٹ تیار کرنے والے دو اعلیٰ فوجی افسران اور پورے ریکارڈ کو جنگ شاہی میں طیارہ گرا کر ختم کر دیا گیا' یہ بھی ایک قادیانی سازش تھی۔

(۲)...... جیسے کہ ہفت روزہ ختم نبوت نے اس بات کو طشت از بام کیا ہے کہ سر ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔ سوال کرنے پر جو اس نے جواب دیا وہ بھی

عوام کے علم میں ہے لیکن معلوم نہیں ایسا شخص اتنے عرصہ تک وزارت خارجہ کی کرسی پر کیسے رہا اور اب تک ایسے لوگ فوجی و سول محکموں میں کیسے گھسے ہوئے ہیں۔

(۳)......مجاہد ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیریؒ بقول ایوب خان کشمیر کی جنگ ۱۹۶۵ء کرنے کے لئے تیار نہ تھے' کیونکہ وہ وقت جنگ کے لئے کسی طور بھی مناسب نہ تھی۔ جنرل اختر قادیانی نے نواب کالا باغ مرحوم سے کہلوایا کہ ایوب خان کو مشورہ دیں کہ کشمیر حاصل کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔ نواب صاحب سے ملاقات کرنا چاہی مگر نواب صاحب نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ میں ایوب خان کو یہ مشورہ ہرگز نہیں دوں گا۔ اختر ملک قادیانی اس لئے کوشاں تھا کہ بشیر الدین محمود نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ:

''کشمیر میرا متبع فتح کرے گا''

آخر ایوب خان بات مان گئے اور جب جنگ شروع ہوئی تو سب نے دیکھ لیا کہ جنرل اختر ملک قادیانی نے کشمیر سے اکھنور تک بڑھی ہوئی فوجوں کو ایک سازش کے تحت اکھنور بھی دے دیا۔ یہ تو اللہ کا کرم تھا کہ ملک بچ گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ قادیانیوں کی ایک سازش تھی' جس میں وہ ناکام رہے اور بشیر الدین محمود کی جھوٹی پیشگوئی بھی روز روشن کی طرح جھوٹی ثابت ہوئی۔

(۴)......تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں چلی اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے' اس کی ابتداء بھی قادیانیوں کے ظلم اور بربریت اور قادیانیوں کی من مانی کی وجہ سے ہوئی۔ انہوں نے نشتر کالج ملتان کے مسلم طلباء پر حملہ کیا اور انہیں زخمی کردیا' یہ سب سازشیں (سابق ربوہ) چناب نگر میں تیار ہوئیں۔

(۵)......دسمبر ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ بھی قادیانی ٹولے اور قادیانی اعلیٰ فوجی افسران کی سازشوں کا نتیجہ ہے جیسا کہ اپریل ۱۹۸۳ء کو جنگ لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے مشرقی پاکستان کے آخری کمانڈر انچیف لیفٹیننٹ جنرل امیر عبداللہ خان نیازی نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ: مشرقی پاکستان صرف اور صرف ایم ایم احمد پلان کے تحت ہم سے جدا ہوا ہے' اور یہ یقیناً قادیانی سازش تھی۔

(۶)......مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کو قادیانی ٹولے ہی نے اغواء کیا ہے اور یہ مرزا طاہر کے کہنے پر ہوا ہے' جس میں کئی حکمران کارندے بھی شامل رہے۔

(۷)......مولانا اللہ یار راشد کو بھی قادیانیوں نے اغواء کرنا چاہا اور کئی ایک علماء کرام کے اغواء کی قادیانیوں نے کوششیں کیں۔ علمائے ختم نبوت کو بھی قادیانیوں ٹولہ کی طرف سے دھمکی آمیز خطوط موصول ہوئے' ساہیوال' سکھر اور دوسرے شہروں میں بہت سے مسلمانوں کو قادیانیوں نے شہید کیا مگر افسوس ہماری حکومت ابھی تک قاتلین کی بابت کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔

(۸)......یہ تھوڑا گروپ کی بربریت بھی قادیانی ٹولہ کا کام معلوم ہوتا ہے' جس کے بارے میں ہفت روزہ ختم نبوت نے آگاہ کیا اور حکمرانوں کی دہلیز کھٹکھٹائی' قادیانی معصوم بچوں کو بھی معاف نہیں کرتے' ایسا بڑا ظلم اور کوئی نہیں کرسکتا اس لئے حکومت کو ایسے لوگ گرفتار کرکے فوراً تفتیش کرنی چاہئے۔

(۹)......سنی شیعہ فسادات اور دیوبندی' بریلوی فسادات بھی قادیانی ٹولہ کی سازش ہے جو مسلمانوں کے ان فرقوں میں خود غلط فہمی پھیلاتے ہیں' جس سے فسادات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۰)......قادیانی ہر مسلمان ملک میں نام تبدیل کرکے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے پہنچے ہوئے ہیں' یہاں ابوظہبی میں بھی اپنے آپ کو مسلمان بنوا کر اور نام تبدیل کروا کے آئے ہوئے ہیں' اور پچھلے دنوں میری تقریریں سن کر کہنے لگا کہ: مولویو! ''تم جتنی مرضی تقریریں کرلو' ہمیں کوئی پوچھ تک نہیں سکتا۔''

یہ ہماری حکومت کی کمزوری ہے کہ اس نے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے آفس میں قادیانی رکھے ہوئے ہیں جو ان کو مسلمان ظاہر کرکے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات اور دیگر مسلمان ممالک میں بھیج رہے ہیں' ایسے افسران کو سبکدوش کیا جائے۔

(۱۱)......فلپائن اور دوسرے ممالک میں تعینات قادیانی سفیروں اور دیگر افسروں کو فوراً برخاست کیا جائے' یہ وہاں بھی مسلمانوں پر تشدد میں ملوث ہیں' حکومت پاکستان کو فوراً ایکشن لینا چاہئے۔

(۱۲)......آخر میں ابن امیر شریعت رحمہ اللہ کا قول دہراتا ہوں کہ:

''جب روز محشر اللہ نے پوچھا کہ میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم

نبوت کے لئے تم نے کیا کیا؟ ہم عرض کریں گے کہ اے اللہ تعالیٰ! محدود وسائل کے باوجود یہ قربانی دی ہے اور آج تیرے دربار میں کھڑے ہیں کہ ہم نے مسئلہ ختم نبوت کے لئے کوئی بھی الحمدللہ کمزوری نہیں دکھائی۔ ان حکمرانوں سے پوچھے گا کہ ان کے پاس وسائل لامحدود تھے انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا کیا؟ اس لئے حکمرانوں کو مرتدین پر مزید سختی کرنی ہوگی۔ مسلمانوں نے ان سے بہت ظلم کھائے' اگر زم لہجہ اختیار ہوا تو یہ پھر ہمیں ڈسیں گے جیسے سانپ انسان کا وفادار نہیں ہوتا' اسی طرح قادیانی مسلمان اور پاکستان کا وفادار ہرگز نہیں۔"

اللہ ہمارے حکمرانوں کو مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر اہم اقدام اٹھانے کی توفیق حسب سابق بخشے اور ہماری مجلس ختم نبوت کے مرکزی علماء کرام حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں' حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہ العالی' حضرت مولانا منظور احمد الحسینی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر تمام علمائے کرام اور کارکنوں' جاں نثاروں کو اپنے اس نیک مشن میں سرخرو فرمائے (آمین) اور ہفت روزہ ختم نبوت کو جو کہ ملت اسلامیہ کا ترجمان ہے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی بخشے (آمین ثم آمین)

☆☆..............☆☆

امت سازی کا کارخانہ

مدرسہ وہ چمن ہے جہاں زہد و تقویٰ کے ایسے درختوں کی آبیاری کی جاتی ہے جن کی پھل دار شاخیں فضائے بسیط میں پھیل جاتی ہیں اور جڑیں نہایت مضبوط و توانا ہوتی ہیں۔

عبدالرشید

امیدوں کی اس حسین آماجگاہ کا تذکرہ جس سے تشنگانِ علم دین' بھی خوبان امت سیراب ہوتے ہیں اور جہاں علم و عمل کے پہاڑ' قوم و ملت کے راہنما اور لیڈر' اولیا امت' مصلحین و مرشدین تیار ہوتے ہیں جس کے بانی اول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... وہ مدرسہ ہے۔ مدرسہ وہ عظیم کارگاہ ہے جہاں مردم سازی کا کام ہوتا ہے' جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں' مدرسہ عالم اسلام کا وہ پاور ہاؤس ہے جہاں سے پوری مسلم آبادی بلکہ انسانی آبادی کو علم و عمل کی بجلی سپلائی کی جاتی ہے۔ مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب و نگاہ اور ذہن و دماغ ڈھلتے ہیں۔ مدرسہ وہ مقام ہے جہاں نفس کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہوتا ہے' مدرسہ کا تعلق کسی تقویم' کسی تمدن' کسی عہد' کسی کلچر' زبان و ادب سے نہیں ہوتا کہ اس کی قدامت کا شبہ یا اس کے زوال کا خطرہ ہو' اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدیؐ سے ہے جو عالمگیر بھی ہے اور زندۂ جاوید بھی' اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو جوان ہے' اس زندگی سے ہے جو رواں دواں ہے اور لازوال بھی۔

مدرسہ وہ چمن ہے جہاں زہد و تقویٰ کے ایسے درختوں کی آبیاری کی جاتی ہے' جن کی پھل دار شاخیں فضائے بسیط میں پھیل جاتی ہیں اور جڑیں نہایت مضبوط و توانا ہوتی ہیں۔

حضرات گرامی! مدرسہ ہر مرکز سے بڑھ کر مستحکم' طاقتور زندگی کی صلاحیتوں سے بھرپور اور حرکت و نمو سے لبریز ہوتا ہے' اس کا ایک سرا نبوت محمدیؐ سے ملا ہوا ہے اور دوسرا سرا اس زندگی سے' وہ نبوت محمدیؐ کے چشمے سے پانی لیتا ہے اور زندگی کے کشت زاروں میں ڈالتا ہے' وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں گے اور انسانیت مرجھانے لگے' نہ نبوت محمدیؐ کا دریا پایاب ہونے والا ہے' نہ انسانیت کی پیاس بجھنے والی ہے' نہ نبوت محمدیؐ کے چشمہ فیض سے بخل و انکار ہے' نہ انسانیت کے کاسہ گدائی کی طرف سے استغناء کا اظہار' ادھر سے انما انا قاسم واللہ یعطی کی صدائیں مکرر تو ادھر سے رب زدنی' رب زدنی کی فغان مسلسل۔ مدرسے سے بڑھ کر دنیا میں کونسا زندہ' متحرک اور مصروف ادارہ ہوسکتا ہے۔ زندگی کے مسائل بے شمار زندگی کے تغیرات لامتناہی' زندگی کی ضرورتیں لامحدود' زندگی میں خطائیں بے حساب' زندگی کی لغزشیں قدم قدم' زندگی کے فریب نظر' زندگی کی تمنائیں اور حوصلے بہت' مدرسہ نے جب زندگی کی رہنمائی اور دستگیری کا ذمہ لیا تو اب اسے فرصت کہاں؟ دنیا میں ہر ادارہ' ہر مرکز اور ہر فرد کو راحت و فراغت کا حق ہے' اسے اپنے کام سے چھٹی مل سکتی ہے مگر مدرسہ کو چھٹی نہیں۔ دنیا میں ہر مسافر کے لئے آرام ہے لیکن اس مسافر کے لئے راحت حرام ہے۔ اگر زندگی میں ٹھہراؤ اور جمود ہو تو حرج نہیں کہ مدرسہ بھی چلتے چلتے دم لے لے لیکن جب زندگی رواں دواں ہے تو مدرسہ میں توقف و تعطل کی گنجائش کہاں ہے' اس کو قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات میں احکامات دینے ہیں۔ ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو جمانا ہے۔ وہ زندگی سے پیچھے رہ جائے' یا تھک کر بیٹھ جائے یا کسی منزل پر قیام کرلے تو زندگی کی رفاقت اور قیادت کون کرے گا؟ سرود ازلی اور پیغام محمدیؐ اسے کون سنائے گا؟ مدرسہ کا تعطل خودکشی کے مترادف اور انسانیت کے ساتھ بے وفائی کے ہم معنیٰ ہے' اور کوئی خودشناس اور فرض آشنا مدرسہ اس کا تصور نہیں کرسکتا۔

فضیلتِ قربانی

قربانی کا بہت بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں' ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے۔"

تو خوب خوش خوش اور دل کھول کر قربانی کیا کرو' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔"

بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں۔ اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گنے جا سکیں' اگر اللہ تعالیٰ نے امیر اور مالدار بنایا ہے تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے وہاں ان رشتے داروں کے لئے بھی کرے جو انتقال کر گئے ہیں' جیسے ماں باپ' وغیرہ کہ ان کی روح کو بھی اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی بیویوں کی طرف سے اور اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے بھی کر دے' اور نہیں تو کم از کم اپنی طرف سے قربانی ضرور کرے' کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ الگ رہا۔

جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی فرض ہے اس کے کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے۔ اس لئے مسافر شرعی اور جس پر فرض بھی نہ ہو اگر وہ بھی قربانی کرے تو بے حد ثواب پائے' ہاں اگر مسافر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن اپنے گھر لوٹ آیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جس پر قربانی فرض ہوتی ہے تو تیسرے دن قربانی کرنا ہوگی۔

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحبؒ

بقر عید کی دسویں تاریخ کو نماز کے بعد سے لے کر بارھویں تاریخ تک سورج غروب ہونے سے پہلے بھی کر لینا درست ہے۔ اسی طرح اگر شہر اور قصبہ کے رہنے والے شخص نے اپنی قربانی کا جانور گاؤں میں بھیج دیا تھا تو اب اس کی قربانی نماز سے پہلے کرنا درست ہے۔ بعد ذبح گوشت منگوا لے اور کھائے۔

قربانی نہ اپنے ہاتھ سے کرنا ضروری اور نہ کسی دعا کا پڑھنا ضروری ہے' ہاں اگر خود ذبح کرنا آتا ہو اور دعا یاد ہو تو خود ذبح کرنا اور دعا پڑھ لینا اچھا ہے' صرف دل میں قربانی کا یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ میں قربانی کرتا ہوں' البتہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے اگر قصداً یہ نہ پڑھے جب کہ یاد بھی ہو تو قربانی درست نہ ہوگی' ہاں ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا تو قربانی صحیح ہے۔ ذبح کے وقت کی دعا یہ ہے کہ:

"انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک" پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللھم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراھیم علیھما الصلوٰۃ والسلام۔

قربانی صرف اپنی ہی طرف سے فرض ہے' نہ بیوی کی طرف سے نہ اولاد کی طرف سے بلکہ نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی قربانی اس کی طرف سے فرض نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے' اگر کرے گا تو نفل ہوگی۔ مگر اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے ورنہ گناہگار اور اتنے مال کا ضامن ہوگا۔

قربانی کا جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی' اگر وہ جانور گم ہو گیا تو اب دوسرا خریدنا واجب نہیں اگر خرید لیا تو قربانی واجب ہو جائے گی' پھر اگر پہلا بھی مل گیا تو دونوں کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ البتہ اگر وہ امیر ہے تو صرف ایک کی واجب ہوگی۔ لہٰذا اگر امیر آدمی کا جانور گم ہو گیا یا مر گیا یا کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا کہ قربانی درست نہیں ہوتی تو امیر آدمی کو دوسرا جانور خریدنا واجب ہے۔ ■

بعض لوگوں کو اس پر تعجب ہوتا ہے۔ سیدھی

بات ہے کہ غریب پر منجانب اللہ واجب نہ تھی‘ اس نے قربانی کی نیت کر کے اپنے اوپر خود واجب کر لی‘ پھر دوسری خریدی قربانی کی نیت سے وہ بھی واجب ہو گئی‘ جیسے نفل نماز کی نیت باندھنے سے واجب ہو جاتی ہے‘ فاسد کرنے سے پھر ادا کرنا لازم ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ جس پر پہلے ہی سے واجب ہے‘ لہذا اس پر وہ ایک ہی واجب رہے گی اور یہ کرم خداوندی کس قدر ہے کہ امیر کے ذمہ گم ہو جانے پر دوسرا خریدنا لازم اور غریب کو دوسرا خریدنا لازم نہیں اس نے خود ہی دوسری خرید کر لازم کر لی پھر تعجب کی کیا بات ہے۔ شریعت میں کہیں تنگی نہیں جو کچھ تنگی معلوم ہوتی ہے یہ اپنے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔

اگر قربانی کا جانور خریدتے وقت کسی کو شریک کرنے کی نیت ہو تب تو شریک کرنا درست ہے خواہ شریک کرنے والا غریب ہو یا امیر‘ اور اگر خریدتے وقت شریک کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ پورا جانور خود ہی کرنے کا ارادہ تھا تو اگر وہ غریب ہے کہ جس پر قربانی واجب نہ تھی اسے تو شریک کرنا درست نہیں اور اگر وہ امیر ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے اسے دوسرے کو شریک کر لینا درست ہے مگر بہتر نہیں۔

بکری‘ بکرا‘ بھیڑ‘ دنبہ‘ گائے‘ بیل‘ بھینس‘ بھینسا‘ اونٹ‘ اونٹنی ان جانوروں کی قربانی کرنا درست ہے اور جانوروں کی درست نہیں۔

اونٹ‘ اونٹنی‘ گائے‘ بیل‘ بھینس‘ میں سات حصے تک درست ہیں۔ اگر سات آدمی اپنا اپنا حصہ لے کر ان جانوروں یعنی گائے‘ بیل‘ بھینس‘ بھینسا‘ اونٹ میں شریک ہو جائیں تو درست ہے مگر سب کی نیت قربانی کی ہو صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو اور نہ کسی کا حصہ پورے ایک حصہ سے کم ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو یا آٹھ حصے ہو جائیں اور یا نیت کسی ایک کی گوشت کھانے کی ہو تو پھر کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں حصہ سے کم ہے۔

اونٹ پانچ برس کا‘ بکری‘ بکرا سال بھر کا‘ گائے بھینس دو برس کی‘ البتہ دنبہ بھیڑ اتنا فربہ ہو کہ ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑ دیں تو سال بھر کا معلوم ہو تو ایسے بھیڑ‘ دنبہ چھ ماہ کے عمر کی بھی قربانی درست ہے۔ مگر بکرا بکری پورے ایک سال کے ہی ہوں‘ اس سے بالکل کم نہ ہوں خواہ کیسے ہی فربہ ہوں۔

قربانی کا جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا زائد روشنی جاتی رہی ہو‘ جس کے کان بالکل نہ ہوں پیدائش ہی سے یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زائد یا دو تہائی یا تہائی سے زائد کٹ گئی یا جس کے بالکل دانت نہ ہوں یا زائد گر گئے ہوں یا جس کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں گودا نظر آتا ہے یا اتنا لنگڑا کہ تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں زمین پر رکھا ہی نہیں جاتا یا رکھا جاتا ہے مگر چل نہیں سکتا یا اتنا دبلا ہے کہ ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں‘ ہاں اگر ایسا لنگڑا ہو کہ چلتے وقت لنگ والا پاؤں زمین پر رکھ کر چلتا ہو اور صرف کچھ کمزور ہو بالکل بے گودا نہ ہو‘ یا دانت زیادہ موجود ہوں اور تھوڑے گر گئے ہوں یا پیدائشی کان چھوٹے چھوٹے ہوں یا پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں یا تھے تو مگر ٹوٹ گئے ہوں‘ البتہ بالکل جڑ سے نہیں ٹوٹے تو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے۔ اسی طرح خصی بکرے مینڈھے کی قربانی بھی جائز ہے بلکہ خصی کی اولیٰ ہے۔

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جس سے قربانی درست نہیں تو اگر وہ شخص امیر ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے تب تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے‘ اگر وہ غریب ہے کہ جس پر قربانی واجب نہ تھی تو اسے درست ہے کہ اسی کی قربانی کر دے‘ دوسرے جانور کو خرید کر قربانی کرنا لازم نہیں۔

اگر قربانی کے جانور کا گوشت تقسیم نہ کریں بلکہ یکجائی احباب فقراء کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھلانا چاہیں تو درست ہے اور اگر شریک اس میں سے حصے کرنا چاہیں تو پھر انکل سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے سب کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کرنا چاہئے۔ اگر کسی طرف زائد ہو جائے گا تو سود کا گناہ ہوگا اور جس طرف زائد ہو گیا ہو اس کا کھانا بھی درست نہیں‘ البتہ ایک طرف سری پائے یا کھال ملائی تو اگر اس طرف گوشت کم ہو تو درست ہے ہاں جس طرف گوشت زیادہ ہو اس طرف سری پائے ملائے تو یہ بھی سود ہوا اور گناہ ہوگا۔

قربانی کا گوشت خود کھائے‘ اپنے رشتہ داروں کو دیوے‘ اور فقرا اور محتاجوں کو خیرات کرے‘ اور اگر سب خود ہی کھا لیا جائے تو یہ بھی درست ہے‘ مگر بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لئے‘ ایک رشتہ داروں میں بھیجنے کے لئے‘ ایک فقرا و غریبوں کے لئے جن کے یہاں قربانی نہ ہو ان کے یہاں بھیجنا زیادہ مناسب ہے اور گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کی مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

اگر کھال کو بلا بیچے ہوئے یونہی اپنے کام میں لائے جیسے چرس‘ چھلنی‘ مشک‘ ڈول‘ جائے نماز بنوائی تو درست ہے‘ مگر جب بیچ دی تو پھر اس کے دام خیرات کرنا لازم ہے کسی غریب کو دے دیں‘ مسجد یا کفن یا کنویں وغیرہ کسی ایسی جگہ خرچ کرنا درست نہیں ہے‘ نہ کسی کی مزدوری اور تنخواہ میں دینا درست ہے‘ ہاں

مدرسوں میں دے دی جائے اور اہل مدارس قاعدے کے موافق تملیک کرلیں' تب جس جگہ صرف کریں درست ہے یا طلبا پر کھانے' کپڑے وغیرہ میں صرف کریں رسی' جھول قربانی کے جانور کے جو ساتھ آتی ہے سب خیرات کردینا چاہئے۔

جو شخص قربانی کرنے کی منت مانے اور کام پورا ہوجائے تو اس قربانی کا کرنا واجب ہوجائے گا خواہ وہ مالدار ہو یا نہ ہو' اور منت کی قربانی کا سب گوشت خیرات کرنا واجب ہے نہ خود کھائے نہ امیروں کو دے' جتنا خود کھائے گا یا امیروں کو دے گا تو اتنا پھر خیرات کرنا ہوگا' دوسری بات یہ ہے کہ قربانی کے ان دنوں میں کرے ہاں اگر ذبح کرنا مراد ہو تو جب چاہے ذبح کردے قربانی کے دنوں میں ذبح کرنے کی قید نہیں ہوگی۔

اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو درست ہے اور اس کے گوشت کا خود کھانا یا تقسیم کرنا بھی سب درست ہے مثل اپنی قربانی کے' لیکن اگر کوئی وصیت کرکے مرا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کردی جائے اور اس کی وصیت کی بنا پر اس کے مال میں سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت خیرات کردینا واجب ہے' اور اگر وصیت کی بنا پر قربانی کی مگر اپنے روپیہ سے کی تو پھر خیرات کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا حکم مثل اپنی قربانی کے ہے' ہاں ثواب میت کو ملے گا۔

بلا اجازت کسی کی طرف سے قربانی کا کرنا درست نہیں یہ قربانی درست نہ ہوگی اور اگر کسی جانور میں کسی کا حصہ بلا اجازت لے لیا تو اور حصہ داروں کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
کا تبلیغی دورہ میانوالی

میانوالی (رپورٹ: عبدالستار حیدری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی تین روزہ دورہ پر میانوالی تشریف لائے۔ میانوالی آنے سے پہلے وہ بھکر میں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبداللہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فعال ورکر اور بھکر کے امیر ڈاکٹر دین محمد فریدی سے ملاقات کی اور بھر ضلع میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے موثر سدباب کے سلسلے میں اٹھائے جانے والے اقدامات کے سلسلے میں مشاورت کی۔

۴/جنوری کا خطبہ جمعۃ المبارک انہوں نے جامع مسجد نور میانوالی میں دیا' جبکہ عصر کی نماز کے بعد ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی جامع مسجد میں درس دیا' اور عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد تقویٰ میں درس قرآن پاک کے اجتماع سے خطاب کیا' رات مدرسہ تبلیغ الاسلام جامع مسجد موتی میں قیام کیا۔

۵/جنوری صبح کی نماز کے بعد انہوں نے موتی مسجد میں درس دیا' مولانا نے اپنے دروس میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت' قادیانیت عقائد وعزائم' حیات مسیح علیہ السلام' ملک وملت کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ نیز میانوالی شہر کے علماء کرام مولانا عبدالحکیم فاروقی' مولانا سیف اللہ حافظ ریاست علی اور مولانا عبدالجلیل نقشبندی سمیت کئی ایک علماء کرام' جماعتی کارکنوں سے ملاقاتیں کیں' انہوں نے میانوالی کے علماء کرام سے درخواست کی کہ وہ ضلع میانوالی میں فتنہ قادیانیت کی مذموم سرگرمیوں کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کریں۔

۵/جنوری ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد غوثیہ کندیاں شریف میں ایک اجتماع سے خطاب کیا' جس کی صدارت مولانا نذیر احمد نقشبندی نے کی' جبکہ عصر کے بعد جامع مسجد واپڈا کالونی میں خطاب کیا۔ رات انہوں نے مولانا عبدالستار حیدری کی معیت میں خانقاہ سراجیہ میں قیام کیا' اور مجلس کے مرکزی امیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی سے ملاقات کی' اور انہیں اپنی تبلیغی دورہ کی رپورٹ پیش کی۔ حضرت اقدس نے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے دورہ پر اظہار مسرت فرمایا اور دورہ کی کامیابی اور عنداللہ مقبولیت کی دعا فرمائی۔

۶/جنوری ظہر کے بعد انہوں نے مدنی مسجد پیلاں میں ایک جلسہ سے خطاب کیا' اور مقامی قادیانیوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ اگر اپنے شکوک وشبہات کا ازالہ کرسکتے ہیں' لیکن کسی قادیانی کو آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

قسط نمبر: ۱

قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات اور مغالطے

حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری

قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات و مغالطے

قادیانی گروہ خود چونکہ زندقہ پھیلاتا ہے، اس لئے جان بوجھ کر اس نے پہلے ختم نبوت کا ایک غلط مطلب اپنے ذہن میں بٹھایا اور پھر ختم نبوت کی آیات و احادیث میں مغالطہ انگیز و ملحدانہ شبہات پیدا کر کے سادہ لوح عام مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کی اور دوسری جانب ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ کے طور پر کچھ آیات و احادیث میں تحریفات کر کے انہیں اپنے مفید مطلب بنانے کی سعی لاحاصل کی اور ان کو اپنے دلائل کے عنوان سے پیش کیا، آیات و احادیث ختم نبوت میں قادیانی گروہ نے جو مغالطے دیئے ہیں، آئندہ ان میں سے بعض بحوالہ آیت و حدیث درج کر کے ان کا جواب دیا جائے گا۔

آیت خاتم النبیین میں قادیانی مغالطے:

پہلا مغالطہ: قادیانی گروہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے بیان کردہ ختم نبوت کے معنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کی روایات کے خلاف ہیں، کیونکہ جب وہ تشریف لائیں گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں رہیں گے، بلکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آخری نبی کہنا پڑے گا، لہٰذا ہمارے بیان کردہ معنی صحیح ہیں۔

جواب: آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سالہا سال پہلے نبوت مل چکی ہے قرب قیامت میں آپ کی تشریف آوری بحیثیت امت کے مجدد کے ہوگی لہٰذا ان کی تشریف آوری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں ہے:

”معنی کونہ اخر الانبیا انہ لاینبأ احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبئ قبلہ۔“

(تفسیر کشاف ص ۵۴۴، ۵۴۵ ج ۳ بیروت)

دوسرا مغالطہ: خاتم النبیین میں خاتم بمعنی مہر ہے یعنی آپ کی مہر تصدیق سے آپ کے بعد نبی بنتے رہیں گے، اسی میں آپ کی رفعت شان ہے۔

> ہر قوم کے نبی کے ساتھ جو شریعت اور کتاب بھیجی جاتی تھی وہ اس زمانے کے حالات کے مطابق ہوتی تھی، لیکن حضور ﷺ کو ایسا دین عطا فرمایا گیا جو ہر زمانے میں ہدایت و رہنمائی ہے۔

(۱) جواب: خاتم کے معنی اگر مجازی طور پر مہر کے لئے جائیں تو بھی اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے ختم پر بحیثیت مہر کے آپ کی تشریف آوری ہوئی ہے، جیسا کہ کسی خط وغیرہ کی تحریر کے بالکل آخر میں مہر لگائی جاتی ہے، قادیانی مطلب لینے سے آیات و احادیث میں تناقض لازم آئے گا، جس سے قرآن کریم منزہ و مبرا ہے۔

(۲) جواب: آیت کریمہ میں یہ نہیں آیا کہ آپ مہر نبوت ہیں، اور نہ یہ کہ آپ صاحب مہر ہیں جو کہ مہر لگانے والا ہوتا ہے، بلکہ آیت میں تو یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی ہے جو دوسروں پر (یعنی انبیاء سابقین پر) لگادی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مہر اللہ تعالیٰ ہے، جس نے آپ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء پر مہر لگا کر اسے ختم کردیا۔

تیسرا مغالطہ: خاتم کے معنی اگر آخر کے لئے جائیں تو النبیین پر لام استغراق کا نہیں بلکہ عہد کا ہے جس سے تشریعی انبیاء کی جانب اشارہ ہے لہٰذا خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صرف تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں، جن کو جدید کتاب یا شریعت ملی ہو مطلق انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، پس ثابت ہوا کہ آپ کے بعد غیر تشریعی انبیاء آسکتے ہیں۔

(۱) جواب: لام تعریف کے حقیقی معنی

استغراق ہی کے ہیں، بلا کسی مجبوری کے حقیقی معنی چھوڑنا جائز نہیں اور یہاں کوئی مجبوری ہے نہیں۔

(۲) جواب: لام عہد کے لئے ماسبق میں معہود کا تذکرہ ہونا ضروری ہے، اور اس آیت کے سیاق وسباق میں کہیں خصوصاً تشریعی انبیا کا تذکرہ نہیں ہے، البتہ مطلق انبیا کا تذکرہ ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گزرے پہلے، اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا، وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔''

(الاحزاب:۳۸، ۳۹ ترجمہ شیخ الہند)

اس میں انبیا کے جو اوصاف ذکر فرمائے گئے ہیں، ان سے ہر قسم کے انبیا متصف ہیں نہ کہ صرف تشریعی انبیا معلوم ہوا کہ اب مطلق انبیا کی آمد بند ہوگئی ہے۔

(۳) جواب: لا نبی بعدی وغیرہ احادیث میں مطلقاً ہر قسم کے انبیا کی بندش کا تذکرہ ہے، لہذا خاتم النبیین کے یہی معنی متعین ہیں کہ ہر قسم کے انبیا کے آخر میں آپ تشریف لائے ہیں۔

(۴) جواب: اگر خاتم النبیین میں بالضرورت لام عہد کا مانا جا سکتا ہے تو جناب النبیین کا لفظ اور بھی متعدد آیات میں آیا ہے وہاں بھی اس کا شوق فرمائیے، مثلاً:

ترجمہ: ''لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔''

(سورۃ البقرہ، پ:۲ آیت:۱۷۷ ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی یہی معنی ہوں گے کہ صرف تشریعی انبیا پر ایمان لانا کمال بر ہے؟

ترجمہ: ''پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے۔''

(سورۃ البقرہ، پ:۲ آیت:۲۱۳ ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی عہد کے معنی لے کر بشیر ونذیر ہونا صرف تشریعی انبیا کا وصف قرار پائے گا؟

چوتھا مغالطہ: خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہمیشہ کے لئے افضل النبیین ہیں، کیونکہ آپ نبوت میں انتہائی کمال پر پہنچے ہوئے ہیں، جیسے خاتم المفسرین خاتم المحدثین میں مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانے میں اس فن کے فرد اکمل ہیں یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب کوئی مفسر ومحدث پیدا نہیں ہوگا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاتم اولیا فرمایا ہے حالانکہ ہجرت وولایت کا سلسلہ اب تک جاری ہے اسی طرح آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

جواب: خاتم کے اصل معنی تو آخری کے ہیں، لہذا خداوند علیم وقدیر کے کلام میں اسی معنی میں لیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے علم قطعی کے مطابق جس کو خاتم کہہ رہا ہے وہی خاتم ہے برخلاف بندوں کے کہ وہ اپنے ناقص علم کے مطابق جس کو افضل المفسرین سمجھتے ہیں اس کو مبالغتاً خاتم المفسرین کہہ دیتے ہیں اگرچہ اس کے بعد بھی مفسرین پیدا ہوتے رہیں گے رہی حضرت علیؓ کے بارے میں خاتم اولیا کی روایت تو وہ تفسیر صافی کی ہے جو سرے سے بلاسند ہے، رہا حضرت عباسؓ والی حدیث کا جواب تو اس کو کنز العمال میں مرسلاً ذکر کیا گیا ہے:

''اے چچا مطمئن رہو (گھبراؤ نہیں) پس بیشک آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسا کہ میں نبوت کے سلسلہ میں خاتم النبیین ہوں۔''

(کنز العمال ص۹۹ ج ۱۶)

یہ حدیث صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، کیونکہ یہاں بھی خاتم بمعنی آخر ہے نہ کہ بمعنی افضل اور حضرت عباسؓ فتح مکہ سے پہلے جو ہجرت فرض تھی اس کو اختیار فرمانے والے آخری مہاجر تھے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''یعنی حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔'' (اصابہ ص۲۶۸ ج ۲)

آپ کی ہجرت کے بعد کسی اور کی وہ ہجرت ثابت نہیں جو فرض تھی، اسی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا اور آپ کو تسلی دی کہ ہجرت میں سابقیت کے فوت ہو جانے پر غم نہ کریں جس طرح سابقیت وجہ فضیلت ہو سکتی ہے، اسی طرح خاتمیت بھی وجہ فضیلت ہو سکتی ہے، چنانچہ میں خاتم الانبیا ہوں اور آپ خاتم المہاجرین ہیں۔

بہرحال فتح مکہ سے پہلے کی ہجرت مفروضہ کے اعتبار سے آپ آخری مہاجر ہیں، یوں مطلقاً ہجرت کے اعتبار سے مہاجرین ہوتے رہیں گے۔

پانچواں مغالطہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''یوں کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ نہ کہو کہ لا نبی بعدہ (آپ کے بعد) کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

(درمنثور ص۲۰۴ ج ۵)

معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ حضرت عائشہ لا نبی بعدہ کہنے سے نہ روکتیں، معلوم ہوا کہ وہ اجرائے نبوت کی قائل تھیں۔

جواب: اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اخیر زمانہ میں حضرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ کے پیش نظر یہ جملہ ارشاد فرمایا ہے، یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ لا نبی بعدہ کے ظاہری مفہوم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی نفی بھی جانے لگے لہٰذا نبوت کے بند ہونے کا مفہوم تو خاتم النبیین سے ادا ہو ہی چکا اب لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اسی طرح کی بات حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(دیکھئے درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

حضرت عائشہؓ کے مذکورہ کلام کی یہ توجیہ اس لئے ضروری ہے کہ خود وہ یہ روایت فرماتی ہیں:

ترجمہ: ”آپؐ نے فرمایا کہ اب اس کے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں مگر صرف بشارت و خوشخبری دینے والی چیزیں۔“

(کنزالعمال بروایت احمد وخطیب)

تو مذکورہ ممانعت کی وجہ یہ کیسے قرار دی جاسکتی ہے کہ حضرت عائشہ حضورؐ کے بعد نبوت کو جاری مانتی ہیں، بلکہ اصل وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ عقیدۂ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تحفظ کے لئے حضرت عائشہؓ نے یہ ممانعت فرمائی ہے اگرچہ ان کا اپنا عقیدۂ مطلقاً ختم نبوت ہی کا تھا۔

آیت ۲: سے متعلق قادیانی مغالطہ:

اللہ تعالیٰ کے دین کو کامل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد کوئی اور وحی نہ آئے آخر تو ریت بھی کامل تھی مگر اس کے بعد دوسری کتاب آ گئی۔

جواب: توریت اور تمام کتب سماویہ اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے واقعی کامل مکمل تھیں، مگر چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاءؑ علیہم السلام اپنی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث فرمائے جاتے تھے۔ حدیث میں ہیں:

”اور (مجھ سے پہلے) نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے، اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔“

(مشکوٰۃ:۵۱۲)

اس لئے ہر قوم کے نبی کے ساتھ جو شریعت اور کتاب بھیجی جاتی تھی وہ اس زمانے کے حالات کے بالکل مطابق ہوتی تھی، پھر جب دوسرا نبی آتا تو بھی اس کے زمانے کے مطابق شریعت و کتاب آجاتی تھی، لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے بالتخصیص تمام اقوام کا رسول بنا کر بھیجا گیا تو آپ کو ایسی شریعت اور ایسا دین عطا فرمایا گیا جو ہر زمانہ میں ہدایت و رہنمائی کا کام کرے لہٰذا اب کسی اور وحی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی، یہی مطلب ہے، دین اسلام کو کامل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دیگر ادیان سماویہ ناقص تھے۔

آیت ۳: وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سے متعلق قادیانی مغالطہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود آپ کے بعد نبی آ سکتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ علیہم السلام نبی ہوکر آئے۔

جواب: یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ تمام بنی اسرائیل کا تنہا میں ہی رسول ہوں، اس لئے ان کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاءؑ کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:

”میں پوری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگادی گئی۔“ (مشکوٰۃ:۵۱۲)

”میں ان کا (بھی) رسول ہوں جن کو میں نے زندہ پایا، اور ان کا (بھی) جو میرے بعد پیدا ہوگا۔“

(کنزالعمال ص ۲۲۹ ج ۲)

لہٰذا آپ کی بعثت (رحمۃ عامۃ) کے بعد کسی نبی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، بلکہ آپ کے بعد کسی کو نبی بنائے جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے جو باطل ہے۔

ختم نبوت کی احادیث میں قادیانی مغالطے:

حدیث لا نبی بعدی سے متعلق

پہلا مغالطہ: لا نبی بعدی میں لائے نفی جنس نہیں بلکہ برائے نفی کمال ہے یعنی میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا، معلوم ہوا کہ کمتر درجہ کے (یعنی ظلی و بروزی) نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آ سکتے ہیں۔

جواب ۱: اس کو نفی کمال کے لئے لینا آیات و احادیث واجماع امت کے خلاف ہے۔

جواب ۲: خود مرزا نے اس میں عام نفی کے معنی لئے ہیں، وہ لکھتا ہے

”لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔“

پس یہ کس قدر جرأت دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص

صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے، اور خاتم الانبیاً کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"

(ایام الصلح درخزائن ص۳۹۳ ج۱۴)

دوسرا مغالطہ: لا نبی بعدی میں بعدی سے مراد مغایرت و مخالفت ہے جیسے سورۃ جاثیہ کی آیت فبای حدیث بعد اللہ وآیتہ یومنون میں بعد اللہ کے معنی اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے خلاف۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا مخالف نبی نہیں آ سکتا، مگر موافق وتبع نبی آ سکتا ہے۔

جواب ۱: بعدی کے یہ معنی خود ساختہ ہیں، لغت عربیت سے اس کی تائید نہیں ہوتی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح مختلف احادیث میں فرمادی ہے۔ مثلاً:

"میں آخری نبی ہوں"

(مسلم شریف ص۴۴۹ ج۱)

"میں تمام نبیوں میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

(مشکوٰۃ ص۴۶۵)

جواب ۲: کسی شارح حدیث یا مجدد نے یہ قید نہیں لگائی۔

رہی سورہ جاثیہ کی آیت مذکورہ تو اس کی تشریح حضرات مفسرین بعد کے مضاف الیہ کو محذوف مان کر کرتے ہیں: "ای بعد حدیث اللہ وھو القرآن۔"

جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: "فبای حدیث بعدہ یومنون" یہاں بعدہ کی ضمیر حدیث کی جانب راجع ہے۔

جواب ۳: صحیح مسلم میں حضرت سعد ابن ابی وقاص کی روایت سے "لا نبی بعدی" کے بجائے "لا نبوۃ بعدی" کے الفاظ ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ہے۔

جواب ۴: بعدی کا صحیح مطلب ہے میری بعثت کے بعد خواہ زندگی میں یا وفات کے بعد، لہذا آپ کی حیات مبارکہ میں بھی مدعی نبوت کذاب و دجال ہے، جیسے مسیلمہ و اسود عنسی، اور آپ کی وفات کے بعد بھی مدعی نبوت کذاب و دجال ہی ہوگا (جیسے مرزا قادیانی)

قصر نبوت کی تکمیل والی حدیث سے متعلق

قادیانی مغالطہ:

قادیانی لوگ سادہ لوح عوام کو یوں بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ اس مثال کو ظاہر پر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محل کی اینٹ قرار دینا، آپ کی توہین ہے۔ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ نے پہلی تمام شریعتوں کو مکمل فرمادیا ہے۔

جواب: حدیث میں شریعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، آپؐ نے قیامت تک آنے والے جھوٹے مدعیان نبوت کی تکذیب وتردید کے لئے یہ مثال بیان فرمائی ہے اور مثال کے طور پر آپ کو محل کی اینٹ قرار دینے سے کوئی توہین لازم نہیں آتی، جیسے کہ بہادر کو شیر کہہ دیا جاتا ہے تو اس کی کوئی توہین نہیں سمجھی جاتی کہ اس کو جنگلی حیوان کہہ دیا۔

وسیکون خلفاء فیکثرون سے متعلق

قادیانی مغالطہ:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت ونبوت جمع نہیں ہوگی یعنی جو بادشاہ خلیفہ ہوگا، وہ نبی نہ ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ بادشاہ نہ ہوگا۔

جواب: یہ مطلب حدیث شریف کے سیاق کے بالکل خلاف ہے، حدیث شریف میں تو بنو اسرائیل کے انبیاً کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ بنو اسرائیل کی قیادت کے لئے یکے بعد دیگرے انبیاً آتے رہتے تھے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، جو ان کی قیادت کرے، البتہ صرف میرے خلفاً بکثرت آئیں گے اور امت کی قیادت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

کذابون ثلثون والی روایت سے متعلق

قادیانی مغالطہ:

اس حدیث میں تیس کذاب کی تعیین سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بعد کچھ سچے نبی آئیں گے اور یہ دجال آج سے پہلے پورے ہوچکے ہیں، جیسا کہ اکمال الاکمال میں ہے۔

جواب: اس حدیث میں قیامت تک بڑے بڑے صاحب شوکت و دبدبہ مدعیان نبوت کاذب کے ہونے کا تذکرہ ہے، مطلق مدعیان نبوت کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے بعد مدعیان نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

"اس حدیث سے ہر مدعی نبوت مطلقاً مراد نہیں ہے، اس لئے کہ آپ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون سوداء سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں، جن کی شوکت قائم ہوجائے اور جن کا مذہب مانا جائے۔" (فتح الباری ج:۶ ص:۴۵۵)

(باقی آئندہ)

قربانی خلیل اللہ

حاجی کمال الدین صاحب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ طریقہ ہے تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر پوچھا۔ اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا۔ ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھیڑ کی کھال کے متعلق پوچھا۔ (یعنی کھال میں تو بے شمار بال ہوتے ہیں کیا ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی؟) فرمایا۔ ہاں کھال کے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔

عزیز بچو! ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کرو۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ملے گا کہ ایک قربانی کرنے سے لاکھوں کروڑوں کیا بلکہ لاتعداد نیکیاں مل جائیں۔ بھیڑ دنبہ اور بکری کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ان کو اگر کوئی صبح سے شام تک گنے گا تو شاید ختم نہ ہوں۔ اتنے بے حساب ثواب کو دیکھتے ہوئے اگر کسی پر قربانی واجب نہ بھی ہو۔ تب بھی خوشی سے قربانی دے اور اس ثواب کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ خدا جانے کتنے دن کی زندگی ہے۔ یہ موقع ہاتھ آئے نہ آئے۔ جب یہ دن گزر گئے تو پھر یہ دولت نصیب نہ ہوگی اور اتنی آسانی سے اس قدر نیکیاں ہرگز جمع نہ ہوسکیں گی۔ آج اس کی قیمت کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے کل میدان حشر میں اس کا پتہ چلے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد سنئے۔ فرمایا کہ بقرعید کے دن انسان کے تمام نیک اعمال میں سے سب سے پسندیدہ اور محبوب عمل اللہ پاک کے نزدیک قربانی کا عمل ہے اور یہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگ' بال اور کھر کے ساتھ (صحیح سالم) آئے گی اور یقیناً قربانی (کا خون) زمین پر گرنے سے پہلے حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس قربانی خوش دلی سے کیا کرو۔

سبحان اللہ! قربان جایئے اس ذات پاک کے اتنی معمولی سی بات پر کتنا بڑا انعام بخشتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان اس نعمت کو حاصل ہی نہ کرنا چاہے تو اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا بدنصیبی ہوگی۔ پس چاہیے کہ نہایت خوشی کے ساتھ دل کھول کر قربانی کریں اس لئے کہ معمولی دام خرچ کرنے سے اگر اتنی بڑی دولت ہاتھ آ جائے تو پھر اور کیا چاہیے۔ بلکہ اگر خدا تعالیٰ نے دولت خوب دے رکھی ہے اور کسی چیز کی کمی نہیں تو جہاں اپنی طرف سے قربانی دے وہاں اپنے گزرے ہوئے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی دے دے۔ تا کہ ان کی روح کو بھی اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے والدین کی طرف سے اپنے پیر و مرشد کی طرف سے یا اپنے بھائی بہنوں کی طرف سے وغیرہ وغیرہ۔

ذرا سوچئے کہ ہمیں تو یہ ثواب چند ٹکے دام خرچ کرنے سے ہی مل جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے پیارے بیٹے کو ذبح ہی کر دیا تھا۔ بڑا مشہور واقع ہے آپ نے اکثر سنا ہوگا۔ مختصر طور پر اب بھی سن لیجئے تا کہ یاد تازہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ نے یہی سمجھا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ سے بیٹے کی قربانی مانگی ہے۔ آپ فوراً اس کام کے لئے تیار ہو گئے۔ خیال آیا کہ ذرا بیٹے سے بھی پوچھ لوں۔ وہ کیا کہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے ارادے میں خلل ڈالے۔ آپ نے بیٹے سے خواب کا ذکر کیا اور رائے پوچھی۔ فرمانبردار اور سعادت مند بیٹے نے جواب میں کہا کہ ابا جان! مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اللہ جل شانہ کا حکم ہے بڑی خوشی سے پورا کیجئے میں ہر طرح سے حاضر ہوں اور اس فرمانبرداری میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ آپ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں انشاء اللہ مجھے صابر و شاکر پائیں گے۔ یہ جواب سن کر باپ کو بے حد خوشی ہوئی اور خدا تعالیٰ کا حکم بجا لانے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ باپ نے ایک چھری بغل میں دبائی اور بیٹے کو لے کر باہر ایک کھلے میدان کی طرف چل پڑے۔ ادھر ماں کا حوصلہ دیکھئے کہ انہوں نے بھی اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھوں سے خوشی خوشی رخصت کیا اور راضی خوشی جنت میں ...

باقی صفحہ ۲۵ پر

حبیب اللہ خان سالاری

آداب خورد و نوش

پیارے بچو! آپ کے لئے مستقل عنوان "آداب" پسند کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔ اس عنوان کے تحت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف گوشے بیان کئے جائیں گے اور تمہیں بتایا جائے گا کہ آپ کس طرح کھاتے پیتے، رہتے سہتے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور دوسرے کام کرتے تھے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ آپ کی ساری زندگی سراپا رحمت اور نعمت ہے۔

پس یقین رکھئے کہ جو بچہ آپ کی زندگی کے انداز پر اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے گا۔ وہ یقیناً اللہ کی بے انتہا رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ ارشاد باری ہے:

ترجمہ: "جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

علامہ اقبالؒ نے اس چیز کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پیارے بچو! آؤ ہم بھی پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا عہد کریں۔ یہ عہد اس طرح پورا ہوگا کہ ہم بھی وہی کام کرنے لگیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے اور ان کاموں کو نہ کریں جن سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔

کھانے پینے کے آداب:

چونکہ کھانے پینے کا مسئلہ صبح و شام کا مسئلہ ہے، اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اسے ہی بیان کریں اور دیکھیں کہ آپ کس طرح کھاتے پیتے تھے۔

یاد رکھئے! کہ جب تم حضورؐ کے طریقوں پر کھانے پینے کا اہتمام کرنے لگو گے تو اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں اور نعمتیں تم پر نازل ہونی شروع ہو جائیں گی اور وہ تم کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دیں گی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے:

۱: جب آپ کھانا کھانے بیٹھتے تھے تو بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ دھو کر بیٹھتے تھے۔

۲: دسترخوان بچھاتے۔

۳: کھانا لگاتے۔

۴: بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے تھے۔

۵: کھانا ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔

۶: اکڑوں بیٹھ کر یا بعض دفعہ دایاں گھٹنا کھڑا کرکے اور بایاں بچھا کر کھاتے تھے۔

۷: پانی کا برتن دائیں ہاتھ میں پکڑتے تھے۔

۸: بسم اللہ پڑھ کر تین بار سانس لے لے کر پانی پیتے اور الحمدللہ کہتے تھے۔

۹: اگر لقمہ کبھی دسترخوان پر گر جاتا تو صاف کرکے کھا لیتے تھے اگر روٹی کے ریزے دسترخوان پر جھڑ جاتے تو انہیں اٹھا کر کے کھا لیتے تھے۔

۱۰: کھانا گرم گرم نہیں بلکہ ٹھنڈا کرکے تناول فرماتے تھے۔

۱۱: کھانا اپنے سامنے سے کھاتے تھے، بیچ میں ہاتھ نہ مارتے تھے۔

۱۲: اکیلے سے ساتھ مل کر کھانے کو پسند فرماتے تھے۔

۱۳: کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے سستی اور کاہلی آتی ہے اور پیٹ کی مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۴: کھانا جوتا اتار کر کھاتے تھے۔

۱۵: کھانا اگر پسند نہ آتا تو چھوڑ دیتے تھے مگر کھانے میں نقص نہ نکالتے تھے۔

۱۶: کھانا کھانے اور پانی پینے کے بعد "الحمدللہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین" کہتے تھے۔ جس کے معنی ہیں کہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا شکر کرنے والوں میں سے۔

۱۷: اگر آپ کھا رہے ہوتے تھے اور کوئی باہر سے آ جاتا تھا تو آپ اسے حقیقی دعوت دیتے تھے، آج کل کے لوگوں کی طرح ایسا نہیں کرتے تھے کہ کھانا کھلانا تو مقصود نہیں مگر کھانے کے لئے رسمی اور مصنوعی دعوت دے دیتے ہیں، یہ سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے، وہ اس جھوٹ سے راضی نہیں ہوتا کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ اور ہے۔ اگر کھانے پر بلایا جانے والا شخص کھانا نہ کھانا چاہے تو اسے جواباً بسم اللہ کہئے، نہیں کہنا چاہئے بلکہ بارک اللہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کھانے میں برکت عطا فرمائے۔

۱۸: کھانا کھا چکنے کے بعد الحمدللہ کہتے، ہاتھ

بقیہ: قربانی خلیل ؑ

شیطان لعین نے بہت بہکایا مگر خدا کے خاص بندے شیطان کے پھندے میں نہیں آیا کرتے وہ تو ہم جیسے نالائق ہوتے ہیں کہ جہاں ذرا شیطان نے کان میں چکنی چپڑی باتیں کیں۔ بس اسی کے پیچھے ہو گئے۔ جب میدان میں پہنچے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ بیٹے نے کہا۔ ابا جان! اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے دیکھ کر آپ کو رحم آنے لگے اور اس نیک کام میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ باپ نے ایسا ہی کیا اور چھری تیز کر کے بیٹے کے گلے پر پھیرنی شروع کی۔ اپنے خیال میں تو آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کر ہی ڈالا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اسماعیل کی جگہ ایک دنبہ بھیج دیا۔ یہ دنبہ ذبح ہو گیا اور بیٹے کا بال تک بھی بیکا نہ ہوا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔ اے ابراہیم علیہ السلام! بس کر۔ ہم تجھے آزمانا چاہتے تھے سو آزمالیا۔ تم میرے نہایت فرمانبردار بندے ہو۔

بس اسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مسلمان ہر سال بقرعید کے موقع پر قربانی دیتا ہے۔ عام لوگ تو اس قربانی کا مطلب فقط اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ کسی جانور کو ذبح کیا' اس کا گوشت کچھ تو خود کھایا اور کچھ دوستوں' رشتہ داروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا اور بس۔ یہ مطلب نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ گوشت' کھال اور لہو کا محتاج نہیں کہ ہم سے جانوروں کی قربانی کرواتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے اور یہ قربانی اس لئے کروائی جاتی ہے کہ جب مسلمان اپنے خریدے ہوئے جانور کو ذبح کرنے لگیں تو انہیں وہ قربانی یاد آجائے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کی تھی اور اپنے دل میں یہ سمجھ لیں کہ جانور تو جانور اگر اللہ کی راہ میں اپنی جان بھی دینی پڑے تو کچھ پرواہ نہ کریں گے۔

بقیہ: آداب خورد ونوش

دھوتے اور کلی کر لیتے تھے۔

۱۹: آپ تکیہ لگا کر' چوکڑی مار کر' لیٹ کر اور آج کل کی طرح جانوروں کی مانند چل پھر کر نہیں کھاتے تھے۔

پیارے بچو! اس طرح ہرگز نہ کھاؤ' یہ طریقے سنت کے خلاف ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غصے اور غضب کو دعوت دیتے ہیں۔

۲۰: عزیز بچو! اگر کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ تمہیں یاد نہ رہے تو جس وقت بھی کھاتے ہوئے یاد آئے فوراً بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لو۔ اس سے کھانے میں برکت لوٹ آتی ہے اور شیطان مردود بھی کھانا چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

۲۱: بچو! دسترخوان پر سے گرے پڑے روٹی کے ٹکڑے اور ریزے چن کر ضرور کھا لیا کرو' اس سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ اس میں شفاء برکت اور رحمت ہے۔

۲۲: کھانے کے بیچ میں ہرگز ہاتھ نہ مارا جائے اس کو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ بیچ میں اللہ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ کھانا ختم نہ ہو جائے' ویسے بھی کھانے کے بیچ میں ہاتھ مارا جانا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

۲۳: مل کر ایک ساتھ کھانے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے محبت بڑھتی اور خوشحالی آتی ہے۔

۲۴: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کھانے کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ بچو! تم بھی حرام سے بچو۔

☆☆..........☆☆

یا رب سیدھی راہ دکھلا دے!!

بھٹکا ہوا' آ ہوں' ہوں اور آبلہ پا ہوں
پیچھے ہٹوں' صیاد کا خطرہ
آگے جاؤں درد سوا ہوں
جن کو میں راہبر سمجھا تھا
شب دیجور میں وہی سد راہ ہوں
یا رب! سیدھی راہ دکھلا دے
میں تنہا ہوں' آبلہ پاؤں

(بسمل سوختہ)

جناب عبدالغفار مغل کو صدمہ

کنری (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے فعال کارکن جناب عبدالغفار مغل کے خسر جناب حاجی فضل کریم مغل نقشبندی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت میر احمد مورھنگو کے خلیفہ تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے امیر جناب بشیر احمد قلندر' ناظم ماسٹر عبدالواحد' ماسٹر عبدالرشید اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا خان محمد کندھانی نے مرحوم کے گھر جا کر ان کے ورثاء سے تعزیت کی۔

قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مرحوم حاجی فضل کریم مغل کے لئے بلندئ درجات کی دعا کریں۔

حکیم العصر حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ارشادات

﴿﴾ اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا' اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا' کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟

﴿﴾ امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سینہ سپر ہو اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالے' اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں اس فرض سے کوتاہی نہیں کی۔

ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی سے گزشتہ بیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ خود خریدار بنیں' دوسروں کو خریدار بنائیں۔

زر سالانہ صرف =/350 روپے

رابطہ کے لئے: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت' پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ' کراچی

حرم پاک کی یاد

میدان عرفات سے خطاب

حرم کی یاد سے خوابیدہ دل بیدار ہوتے ہیں
خدائے دو جہاں کی یاد میں سرشار ہوتے ہیں

وہ بنیاد خلیل اللہؑ وہ تعمیر ذبیح اللہؑ
زہے قسمت! زہے قسمت وہ قبلہ رسول اللہؐ

وہ کعبہ فیہ آیات ہے جس کی شان میں نازل
براہیمؑ مقام و چاہ زمزم کا ہے وہ حامل

جسے زیرِ فلک رشک جناں دارالاماں کہیے
جسے فخرِ جہاں کہیے جسے جنت نشاں کہیے

مناسب ہے‘ اسے ارواح کا دارالشفاء لکھیے
مناسب ہے‘ اگر اس بیت کو بیت خدا لکھیے

درِ اقدس‘ حطیم و حجر اسود دل کی راحت ہیں
غلاف اسودیں کے جلوے سامان محبت ہیں

نبوت کا ہے گہوارہ رسالت کی یہ منزل ہے
مری نظروں میں یہ خالق کے دیوانوں کی محفل ہے

وہ فردوسی فضائیں‘ مجھ کو ہر دم یاد آتی ہیں
وہ آنسو‘ وہ دعائیں مجھ کو ہر دم یاد آتی ہیں

لپٹنا وہ عقیدت میں درودیوارِ کعبہ سے
منور روح کا ہونا ادھر انورِ کعبہ سے

کبھی رونا‘ کبھی تکنا‘ کبھی محوِ دعا ہونا
مبارک صد مبارک قدسیوں کا ہم نوا ہونا

طواف کعبہ کا منظر‘ سراپا طور کی دنیا
وہ ہر سُو جذب و محویت‘ وہ ہر سُو نور کی دنیا

یہاں اخیار آتے ہیں‘ یہاں ابرار آتے ہیں
یہ مرکز اصفیا کا ہے‘ یہاں احرار آتے ہیں

وہ سوڈانی‘ وہ ایرانی‘ وہ یونانی‘ وہ تورانی
وہ کرمانی و ساسانی و درانی و افغانی

ادھر مصری‘ ادھر ترکی‘ ادھر جاوی ! وہ ہمدانی
یہاں مکی وہاں مدنی‘ ہر ایک پر نورِ یزدانی

کہیں حفاظ کے حلقے‘ کہیں وہ درسِ قرآنی
ادھر نغمات نورانی‘ ادھر اذکار سبحانی

وہ روحانی فضائیں‘ ذرہ ذرہ نور افشاں تھا
وہ آنسو اور آہیں‘ چہرہ چہرہ ماہِ تاباں تھا

خداوندا دعائے بے نوا منظور ہوجائے
حرم کی دید سے پھر جان و دل مخمور ہوجائے

درِ کعبہ پہ جانے کی وہی توفیق ارزاں کر
خزاں دیدہ چمن اخگر کا رشک صد بہاراں کر

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	حضرت سید نفیس الحسینی نائب امیر مرکزیہ	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: Fax:542277,514122
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340